



چالاک خرگوش کے کارنامے

ہنسی سے لوٹ پوٹ کر دینے والا بچوں کا ناول

معراج

مکھن چور

بہت دن گزرے جنگل کے سب جانور اکٹھے رہا کرتے تھے۔ وہ سب ایک ہی تھالی میں کھانا کھاتے، ایک ہی چشمے میں پانی پیتے، گرمیوں میں مل جل کر کام کرتے اور سردیوں میں ایک ہی غار میں آرام کرتے۔ اُن دنوں سب جانوروں کو مکھن کھانے کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ اُن کے مکھن کا ذخیرہ بھی ایک ہی تھا۔ جب کسی کو ضرورت ہوتی تو وہ تھوڑا سا مکھن نکال کر کھا لیتا۔

ایک دن انہوں نے دیکھا کہ کسی نے بہت سا مکھن چرا لیا ہے۔ سب جانوروں کو بڑی تشویش ہوئی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہر روز ایک جانور ساری رات جاگ کر پہرہ دے۔ پہلی باری ریچھ کی آئی۔ وہ مرتبان سامنے رک کر بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے ریچھ کی ٹانگیں درد کرنے لگیں۔ رات کے پچھلے پہر باہر کھسک پھسک کی آواز سنائی دی۔ ریچھ کے کان کھڑے ہو گئے۔ کوئی آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا، "بیری کے درخت والے جھٹے میں سوراخ ہو گیا ہے۔ سارا شہد بہا جا رہا ہے، بھٹیاریچھ ہوتے تو انہیں بتا دیتا۔"

ریچھ شہد کھانے کا بڑا شوقین تھا۔ وہ سب کچھ بھول بھال کر باہر کی طرف لپکا۔ اُدھر خرگوش اندر آیا اور مکھن کا مرتبان نکال کر جی بھر کے مکھن کھایا اور ریچھ کے آنے سے پہلے باہر چلا گیا۔ بے چارہ ریچھ ناکام واپس لوٹا۔

اگلی صبح جانوروں نے مکھن کم پایا تو انہوں نے ریچھ کو بہت برا بھلا کہا اور سزا کے طور پر سال بھر کے لیے اس کا مکھن بند کر دیا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

اگلے دن کتے کی باری تھی۔ وہ دن بھر پہرہ دیتے دیتے تھک گیا۔ رات کو پھر خرگوش آیا۔ اس نے کتے کو زور سے سلام کیا، "ہیلو بھیا بھوں بھوں! کیسے مزاج ہیں؟"

کتا بولا، "صبح سے بیٹھے بیٹھے تنگ آ گیا ہوں۔"

خرگوش بولا، "تو آؤ درادور لگائیں۔"

کتا دوڑنے کا بہت شوقین تھا۔ جھٹ تیار ہو گیا۔ خرگوش نے کہا، "میں گھاس میں دوڑتا ہوں المباچکر کاٹ کر پل تک جاتا ہوں، تم سڑک سڑک جاؤ، دیکھیں پہلے کون ہاتھ لگا کر واپس لوٹتا ہے۔"

کتا مان گیا۔ دوڑ شروع ہوئی۔ خرگوش گھاس میں کچھ دور دوڑا، پھر ڈبک کر بیٹھ گیا۔ جب کتا کافی دور نکل گیا، تب وہ اطمینان سے باہر نکلا اور اس نے گودام میں جا کر جی بھر کے مکھن کھایا اور پھر گھاس میں چھپ گیا۔

اتنے میں کتا دوڑ لگا کر واپس آ گیا۔ اس نے ہانپتے ہوئے آواز دی، "اے خرگوش بھیا! کہاں ہو تم؟"

خرگوش نے گھاس سے سر نکالا اور جھوٹ موٹ ہانپتا ہوا باہر آیا اور کتے سے ہاتھ ملا کر گھر کو چل دیا۔ اگلے دن بے چارہ کتا بھی سال بھر کے لیے مکھن سے محروم کر دیا گیا۔

اب بھیڑیے کی باری تھی۔ وہ بھی دن بھر مرتبان سامنے رکھ کر بیٹھا رہا۔ رات کو خرگوش پھر آیا۔ اس

نے بھیڑیے کو گدگداتے ہوئے کہا، "کتنے چور پکڑ لیے ہیں بھیڑیے خان؟"

بھیڑیا گدگدی کے مارے ہنسنے لگا۔ خرگوش نے اور زیادہ گدگداتے ہوئے کہا، "اتنا نہیں ہنسا کرتے

بھیڑیے بھیا!"

بھیڑیا اور زور زور سے ہنسنے لگا۔ اسے گدگدی بہت ہوتی تھی۔ خرگوش نے دونوں ہاتھوں سے گدگداتے

چالاک خرگوش کے کارنامے

ہوئے کہا، "جو زیادہ ہنستا ہے، وہی زیادہ روتا بھی ہے۔"

بھیڑیا ہنستے ہنستے اپنی کرسی سے لڑھک گیا اور زمین پر لوٹنے پوٹنے لگا۔ خرگوش نے اسے کرسی پر بٹھایا اور گرد جھاڑنے کے بہانے اس کی آہستہ آہستہ مالش کرنے لگا۔

بھیڑیا سو گیا۔ تب خرگوش اندر گیا۔ اس نے جی بھر کے مکھن کھایا اور اپنے گھر کی راہ لی۔ اگلے دن بھڑیے کا بھی وہی حشر ہوا۔ سال بھر کے لیے مکھن بند! اب لومڑی باری تھی۔ رات کو پھر خرگوش آیا۔

"اوہو! آج لومڑی بھڑی کی باری ہے۔" خرگوش نے کہا، "کتنے چور پکڑ لیے ہیں بھڑیا جی؟"

لومڑی نے بیزار سے کہا، "صبح سے بیٹھے بیٹھے تنگ آ گیا ہوں۔"

خرگوش بولا، "تو آؤ آنکھ مچولی کھیلیں۔"

"اور اگر چور آ گیا تب؟"

خرگوش بولا، "ہم دونوں اس کا بھڑتا بنادیں گے۔"

لومڑیاں گیا۔ دونوں درختوں کے پیچھے آنکھ مچولی کھیلنے رہے۔ کچھ ہی دیر میں لومڑیاں تھک گیا کہ وہ آرام کرنے زمین پر لیٹا اور لیٹتے ہی سو گیا۔

اگلے دن اس کو بھی سزا ملی۔ سال بھر تک مکھن بند۔

لومڑی ذرا ہوشیار جانور تھا۔ اس نے اپنا شبہ خرگوش پر ظاہر کیا۔ اب تو سب جانور باری باری اپنی آپ بیتی بیان کرنے لگے۔ سب کو یقین ہو گیا کہ خرگوش چالاک سے مکھن چُر لیتا ہے۔ سب جانوروں نے اس دفعہ

جنگل کے جاسوس بندر کو چور پکڑنے کے لیے مقرر کیا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

بندر کھٹن کامرتبان نیچے رکھ کر اس پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔

رات کو خرگوش آیا، "ہیلو بھیا بندر! کیسے مزاج ہیں؟"

"بہت برے۔" بندر نے رکھائی سے جواب دیا، "صبح سے سردرد اور زکام ہے۔"

"تو آئیے سیر کو چلیں۔" خرگوش بولا۔

"نہیں بھیا! بالکل موڈ نہیں ہے۔" بندر رکھائی سے بولا۔

آنکھ مچولی بھی نہیں کھیلو گے؟" خرگوش نے اشتیاق سے پوچھا۔

بندر بولا، "نہیں، مجھے بچوں کے کھیل پسند نہیں آتے۔"

خرگوش نے حیرانی سے پوچھا، "تو پھر کونسا کھیل پسند ہے تمہیں؟"

بندر بولا، "رسا کشی۔"

خرگوش مان گیا۔ بندر نے جھٹ پٹ خرگوش کی دُم سے رشتا باندھا۔ اس دوسرا سر اور خت سے باندھ کر

بولا، "کھینچے رستا۔"

اب خرگوش رستا کھینچنے میں مصروف رہا۔ ادھر بندر سب جانوروں کو بلالایا۔ خرگوش انہیں آتے دیکھ کر

چونکنا ہوا اور ساری بات بھانپ گیا۔ اس نے دُم چھڑانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

بے چارہ خرگوش پکڑا ہی گیا، جانوروں نے سزا کے طور پر اس کی دُم کاٹ ڈالی اور اس کے کانوں کو زور زور

سے کھینچا۔ کہتے ہیں میاں خرگوش تب سے لٹوڑے ہیں اور اس کے کان بھی لمبے ہیں۔ اس دن سے

خرگوش جنگل کے جانوروں سے علیحدہ رہتا ہے۔

دانت گوند میں جم گئے!

بھیڑیے کے کھیت سے شکر قندی چُرانا کوئی آسان کام نہ تھا، کیوں کہ بھیڑیا بہت دبے پاؤں چلتا ہوا آتا اور چور کو پیچھے سے پکڑ لیتا تھا، لیکن خرگوش ہر روز بھیڑیے کے کھیت سے شکر قندی چُر لاتا۔ وہ پہلے ایک بڑی سی ہڈی کھیت میں دبا دیتا، پھر شکر قندیاں اکھاڑ کر اپنے تھیلے میں بھرتا اور ٹھہلتا ہوا کھیت سے باہر چلا جاتا۔

بھیڑیے کو بھی شکر قندیوں کی چوری کا پتہ چل گیا۔ ایک دن وہ چور کو پکڑنے کے لیے بھوسے کے ڈھیر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر میں خرگوش بھی آپہنچا۔ اس نے زمین کھود کے ہڈی دفن کی اور شکر قندی اکھاڑ کر تھیلے میں بھری اور سیٹی بجاتا ہوا چل دیا۔

جو نہی وہ بھوسے کے ڈھیر کے پاس پہنچا، بھیڑیا جھٹ سے باہر نکلا اور اس نے خرگوش کو پکڑ لیا۔ "تم میرے کھیت میں کیوں آئے؟" بھیڑیے نے پوچھا۔

خرگوش نے کہا، "میں خود نہیں آیا۔ ہوا تیز تھی۔ اس نے مجھے اڑا کر تمہارے کھیت میں لا پھینکا!"

بھیڑیے نے پوچھا، "پھر تم نے میری شکر قندی کیوں توڑی؟"

خرگوش نے مسمی صورت بنا کر کہا، "ہوا تیز تھی۔ میں سہارا لینے کے لیے شکر قندی کا پودا پکڑتا ہوں جڑ سے اکھڑ جاتا۔"

بھیڑیا خرگوش کی چالاکی پر ہنسا اور بولا، "یہ شکر قندیاں تمہارے تھیلے میں کیسے آگئیں؟"

خرگوش نے مسکینی سے کہا، "میں بھی اس پر غور کرتا ہوں اب جاتا ہوں کہ تم نے پکڑ لیا۔"

بھیڑیا چیخ کر بولا، "بس بس۔ اپنی بکواس بند کرو اور کان کھول کر سن لو کہ آج تمہارا قیمہ پکایا جائے گا۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

خرگوش نے فوراً کہا، "تم بھی کان کھول کر سن لو کہ میں تمہیں ایک راز بتانے والا تھا، جواب کبھی نہ بتاؤں گا۔"

"وہ کیا ہے بھلا؟" بھیڑیے نے اشتیاق سے پوچھا۔

خرگوش ہونٹ بھیجنے کر بولا، "بالکل نہیں بتاؤں گا۔ بے شک تم میرا قیمہ بناؤ یا بوٹیاں اڑا دو۔"

اب بھیڑیے کا اشتیاق بڑھا۔ وہ جتنا پوچھتا، خرگوش اتنا ہی انکار کرتا رہا۔ آخر خرگوش نے کہا، "تم یہ سمجھتے ہو کہ میں ان شکر قدیوں کی خاطر تمہارے کھیت میں آیا تھا۔ یہ بات بالکل نہیں ہے بھئیاجی!"

"تو پھر؟" بھیڑیے نے پوچھا۔

خرگوش نے کہا، "میں ڈانسا سار کی ہڈیاں لینے تمہارے کھیت میں آیا تھا۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ تمہارے کھیت میں دفن ہیں۔"

بھیڑیے نے کہا، "میں نے تو کبھی ڈانسا سار کا نام نہیں سنا۔ پتہ نہیں تم یہ کیا ذکر لے بیٹھے۔"

خرگوش نے حیرانی سے کہا، "ارے تو کیا تم ڈانسا سار کا نام نہیں جانتے؟ بھئیاجو ان ہڈیوں کو کھا لیتا ہے، وہ اپنے سے سینکڑوں گنا طاقتور جانور کو مار گرا سکتا ہے۔"

ایسی کہانیاں سنا سنا کر خرگوش پہلے ہی بھیڑیے کو بے وقوف بنا چکا تھا۔ اسے خرگوش کی باتوں کا یقین نہ

آیا۔ خرگوش نے پھر کہا، "نہ مانو، تمہاری مرضی! اگر مجھے مل گئیں تو سب سے پہلے تمہیں مار گراؤں گا۔ سمجھے!"

خرگوش نے لمبے لمبے سانس لیے اور جلدی سے بولا، "اوہ! ٹھہرنا ذرا! کیا تمہیں بھی کچھ خوشبو آئی بھئیاجی؟"

بھیڑیے نے بھی لمبے لمبے سانس لیے۔ اسے قریب ہی دفن کی ہوئی ہڈیوں کی خوشبو آئی جو صبح خرگوش

چالاک خرگوش کے کارنامے
نے دفن کی تھیں۔

وہ دونوں جلدی جلدی زمین کھودنے لگے۔ خرگوش نے اپنے قریب ہی دبی ہوئی ایک بڑی سی ہڈی نکالی اور چپکے سے اس پر گاڑھے گاڑھے گوند کی شیشی انڈیل دی اور جلدی سے بولا، "ارے یہ رہی۔ میں نے نکال لی ہے۔"

بھیڑیا بے صابری سے بولا، "لاؤ لاؤ! کہاں ہے؟ مجھے دو۔"

اس نے خرگوش کے ہاتھ سے ہڈی چھین لی اور چبانے کے لیے اس پر منہ مارا۔ لیکن اس کے دانت گوند میں گڑ کر جم گئے اور منہ چپک کر رہ گیا۔

"غر غر۔۔۔۔۔ خر خر۔۔۔۔۔" بھیڑیے نے خرگوش کو امداد کے لیے پکارنا چاہا، لیکن اس کے منہ سے کچھ بھی تو نہ نکل سکا۔

بے چارہ کبھی ایک ہاتھ سے ہڈی کھینچتا۔ کبھی دونوں ہاتھوں سے زور لگاتا۔ اس کوشش میں اس کی آنکھیں باہر اُبل آئیں۔ پسینے سے جسم شرابور ہو گیا اور آخر ہڈی منہ سے باہر نکل تو آئی، لیکن اس کے ساتھ بھیڑیے کے چار دانت بھی باہر آرہے۔

خرگوش جو سب تماشا دیکھ رہا تھا، اب چپکے سے کھسک گیا۔

شلجموں کا تھیلا یا۔۔۔۔۔

خرگوش شلجموں کا تھیلا اٹھائے ریچھ کے کھیت سے گزر رہا تھا کہ ریچھ نے اُسے دیکھ لیا۔ اس نے چلا کر کہا، "یہ کیا لیے جا رہے ہو تم؟"

خرگوش نے کہا، "شلجم ہیں بھئیاجی! کہیے تو دکھا بھی دوں آپ کو؟"

چالاک خر گوش کے کارنامے

ریچھ جل کر بولا، "ارے! میرے ہی کھیت سے چرائے ہوں گے۔ چوری کرنا تو تمہاری عادت ہے۔" خر گوش نے کہا، "نہ بھیا جی! تمہارے کھیت سے نہیں چرائے۔ تمہارے کھیت سے گزر کر جا رہا تھا کہ تم مل گئے۔"

ریچھ نے پوچھا، "تم اتنے بہت سے شلجھوں کا کیا کرو گے؟" خر گوش نے کہا، "میں شلجھوں کا اچار بناؤں گا اور گلشن بیگم کو اس کی ساگرہ پر پیش کروں گا۔ تمہاری تسلی ہو گئی یا کچھ اور پوچھنا ہے؟"

ریچھ کو یقین نہیں آیا تھا۔ وہ بڑبڑاتا ہوا اپنے گھر چل دیا، لیکن جب راستے میں اسے تازہ کھدا ہوا کھیت ملا تو وہ غصے سے چیخنے لگا۔ وہاں کہیں کچھ ابھی سو رہا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔ اس نے پوچھا، "ہیں ہیں! کیا ہوا؟" ریچھ چیخ کر بولا، "خر گوش نے چوری کی ہے۔ میں آج شام اس کے گھر سے اپنے شلجھ اٹھاؤں گا۔" کچھوا مسکرا کر بولا، "تو یہ بات ہے۔ میں سمجھا کہیں قیامت آگئی ہے۔" وہ ریگلتا ہوا خر گوش کے گھر پہنچا اور اسے ساری بات کہہ سنائی۔

"اچھا! یہ بات ہے۔" خر گوش سر کھجا کر بولا، "میں نے ریچھ کے کھیت سے شلجھ نہیں چرائے۔ وہ صبح بیگم ریچھ نے میرے سامنے خود نکالے تھے۔ تو آج ریچھ شلجھ چرانے آئے گا۔ ہا ہا ہا! خوب تماشا رہے گا۔" جیسے ہی اندھیرا چھایا، خر گوش ریچھ کے مکان پر گیا اور وہاں سے بیگم ریچھ کے جوتے، چھری کانٹے، پیالے پلیٹیں اور چینی کے برتن سب ایک تھیلے میں بھر کے اپنے گھر لے آیا۔

اس نے تھیلا باورچی خانے میں رکھا۔ کھڑکی کو کھول دیا اور خود کچھوے کے ساتھ دروازے کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

کچھ دیر بعد ریچھ بھی آپہنچا۔ اس نے کھلی ہوئی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا، تھیلا فرش پر رکھا ہوا تھا۔ وہ چپکے سے اندر گھسا اور تھیلا اٹھا کر باہر لے آیا۔

"اوہ خدا! یہ کتنا بھاری ہے۔ کتنے بہت سے شلجم ہوں گے اس میں؟" ریچھ آہستہ سے بڑبڑایا۔
جو نہی ریچھ گیا، دونوں دوست ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ خرگوش نے کہا، "بھیتا کچھوے! تم ذرا ٹھہرو۔
میں باقی ڈرامہ دیکھ کر ابھی آتا ہوں۔"

خرگوش ریچھ کے پیچھے پیچھے چھپتا ہوا اس کے گھر پہنچا اور کھڑکی سے جھانکنے لگا۔
بنگم ریچھ چلا چلا کر کہہ رہی تھی، "آج میرے جہیز کے برتن، گلدان، جوتے سب چوری ہو گئے۔ تم ابھی
جاؤ اور چور کو پکڑ لاؤ۔"

ریچھ نے کہا، "چور کا پتہ پتہ تو معلوم ہے نہیں، میں کسے پکڑ لاؤں؟"
بنگم ریچھ چلانے لگی، "ارے تم تو ہمیشہ میرے میکے اور ان کی دی ہوئی چیزوں سے نفرت کرتے رہے۔
ہائے کتنی قیمتی چیزیں تھیں؟"

بنگم ریچھ رونے لگی۔ ریچھ نے گہرا کر تھیلا زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ ایک چھناکے کی آواز آئی اور بنگم
ریچھ حیرانی سے تھیلے کو دیکھنے لگی۔ اس نے ریچھ سے پوچھا، "اس میں کیا ہے؟"
ریچھ بولا، "شلجم ہیں، جو صبح خرگوش اکھاڑ کر لے گیا تھا۔"

"لیکن شلجم تو صبح میں نے نکالے تھے۔"

بنگم ریچھ فوراً باورچی خانے سے چھری لائی اور اس نے رسی کاٹ کر تھیلا الٹ دیا۔ برتنوں کا چورا اور
چھری کانٹے سب زمین پر آرہے۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

بیگم ریچھ ایک دم گرجنے لگی، "یہ شلجم ہیں؟ تم نے میری سب چیزوں کو خراب کر ڈالا۔ ہائے ہائے۔"

وہ ریچھ کی طرف جھپٹی اور اس نے ریچھ کو اس زور سے کاٹا کہ وہ درد سے چلّانے لگا۔

خرگوش نے گھر جا کر سب کہانی مزے لے لے کر کچھوے کو سنائی۔ دونوں دوست دیر تک ہنستے رہے۔

لومڑی نے آم کھائے

اگلے روز کچھو خرگوش سے رخصت ہوا۔

موسم خوش گوار تھا۔ کچھو اٹھلتے ٹھلتے دور جا نکلا، یہاں تک کہ وہ تھک کر سو گیا۔ یہ تو سب کو پتہ ہے کہ کچھو اپنا مکان اپنے ساتھ ساتھ لیے پھرتا ہے۔ ایک درخت کے سائے میں پہنچ کر اس نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا اور سونے لگا۔ وہ دن ڈھلے تک سوتا رہا۔ اچانک کوئی اسے اٹھنے پلٹنے لگا۔ کچھو نے ذرا سا دروازہ کھول کر دیکھا۔۔۔۔۔ یہ لومڑی تھا!

کچھو ایک زوردار قہقہہ مار کر بولا، "کسے پتہ تھا کہ بھیا لومڑی بھی یہاں زیارت ہوگی اور تم بھی کیسے موقع پر پہنچے ہو کہ مزہ آگیا۔"

لومڑی جو اسے کھانے کا منصوبہ بنا رہا تھا، رُک گیا اور حیرانی سے بولا، "مجھے بھی تو بتاؤ کہ تم اتنے خوش کیوں ہو؟"

کچھو نے کہا، "ارے بھیا! کیا بتاؤں۔ صبح سے سیلے مزیدار آم کھاتے کھاتے پیٹ پھول گیا۔ اتنے بہت سے کھا گیا ہوں کہ اب چلا بھی نہیں جاتا۔"

لومڑی کو آم بہت بھاتے تھے۔ اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ کچھو الہک الہک کر گانے لگا:

چالاک خرگوش کے کارنامے

لطف پستے میں ہے نہ بادام میں

جو مزہ پایا ہے ہم نے آم میں

لومڑ نے تھو تھنی اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا، لیکن اسے کہیں بھی آم نظر نہ آئے۔ اس نے حیرانی سے کہا،

"بھئی مجھے تو کہیں نظر نہیں آئے۔ تم ہی بتا دو کہاں لگے ہیں؟"

کچھواہنس کر بولا، "پیڑ کے نیچے کھڑے ہو اور آم کا پتہ پوچھتے ہو۔ واہ بھئی واہ!"

لومڑ نے پھر غور سے دیکھا، لیکن اسے پتوں کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

"سچ، مذاق نہ کرو۔ مجھے یہاں کچھ نظر نہیں آتا۔"

کچھواہنس بولا، "واہ بھئی! تمہاری نظر کمزور ہو گئی ہے۔ میں تو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ یہ لو، یہ رہا ایک پکا ہوا پیلا

آم، یہ دوسرا، یہ تیسرا۔"

کچھواہنس ہی ہاتھ سے اشارے کرنے لگا۔

"ہاں ہاں ضرور ہو گا، لیکن یہ تم نے کیسے توڑے؟" لومڑ نے جلدی سے پوچھا۔

کچھوے نے اپنا دروازہ کھول دیا اور بولا، "آئے ہائے! یہ راز کی باتیں تم کیا جانو۔ میاں! اس کے لیے عمر

چاہیے اور تجربہ! میں تمہیں ہر گز نہ بتاؤں گا۔"

"کیوں بھئی! کیوں نہیں بتاؤ گے؟" لومڑ نے حیرانی سے پوچھا۔

کچھوے نے کہا، "اس لیے کہ تم جنگل کے جانوروں سے کہتے پھر وگے اور وہ سارے آم خود کھا جائیں

گے۔"

لومڑ نے جلدی سے کہا، "قسم لے لو بھئی! میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ اب تم جلدی سے بتا دو کہ تم نے کس

چالاک خرگوش کے کارنامے

طرح آم توڑے؟"

کچھوے نے کہا، خیر بتا دیتا ہوں۔ دیکھو میری طرح تم بھی زمین پر بیٹھ جاؤ۔ گردن اوپر اٹھاؤ پھر آنکھیں بند کر کے منہ کھول دو۔ تمہیں کچھ دیر انتظار کرنا ہو گا۔ پھر آم چھپاک سے تمہارے منہ میں آگرے گا۔"

لومڑ جلدی سے نیچے بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے منہ کھول دیا اور آم گرنے کا انتظار کرنے لگا۔

ادھر کچھ اور بگٹے ریگٹے کافی دور نکل گیا۔ راستے میں اسے خرگوش مل گیا۔ کچھوے نے ہنس ہنس کر لومڑی کہانی سنائی۔

خرگوش ہنس کر بولا، "اچھا یہ بات ہے۔ ابھی ایک اور تماشا دیکھتے جاؤ۔ یہ کہہ کر وہ اس جگہ پہنچا، جہاں لومڑا آم کے انتظار میں منہ کھولے ہوئے بیٹھا تھا۔

خرگوش نے ایک پتھر اٹھایا اور آہستہ سے لومڑ کے منہ میں پھینک دیا، جسے وہ آم سمجھ کر نگل گیا۔ پھر ایک اور پتھر اس کے منہ میں گیا۔ اسے بھی وہ آم سمجھ کر نگل گیا۔۔۔۔۔ پھر ایک اور۔۔۔۔۔ ایک اور۔۔۔۔۔ اور خدا جانے کتنے ہی پتھر لومڑ کے پیٹ میں پہنچ گئے۔ آخر میں خرگوش نے ایک بڑا سا پتھر جو مارا تو لومڑ کے دانت ہی ہل گئے۔ اس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ درد سے چلانے لگا۔ سب سے پہلے اس کی نظر خرگوش پر پڑی، جو ہنس ہنس کر دوہرا ہوا جا رہا تھا۔ وہ خرگوش کو پکڑنے کے لیے لپکا، لیکن

خرگوش ہاتھ کہاں آتا؟

مرہم یا بوٹ یا لش

چالاک خرگوش کے کارنامے

خرگوش نے شلجمبوں کا اچار اور مرہ بنایا اور اسے گودام میں رکھ دیا۔ ریچھ تو تاک میں رہتا ہی تھا۔ ایک دن موقع پا کر کھڑکی کے راستے گودام میں گھسا اور سات مرتباً پُرا کر لے گیا۔

اگلے دن جب خرگوش نے مرتباً کم دیکھے تو وہ بہت ناراض ہوا۔ وہ بہت سے کیکر کے کانٹے لایا اور چور کے انتظار میں چھپ کر بیٹھ گیا۔

رات کے وقت ریچھ دبے پاؤں گودام میں داخل ہوا۔ اُدھر خرگوش نے جلدی سے جگہ جگہ کانٹے بکھیر دیے اور کمرے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

جب ریچھ مرتباً پُرا کر واپس ہوا تو اس کا پاؤں کسی کانٹے پر جا پڑا۔ ریچھ نے ایک چیخ ماری، جسے سن کر خرگوش ایک چھڑی ہاتھ میں لیے باہر کی طرف بھاگا اور اونچی آواز میں چلانے لگا، "سانپ سانپ! میں ضرور اسے مار ڈالوں گا۔"

یہ آواز ریچھ کے کان میں پڑی۔ وہ سمجھا اسے سانپ ہی نے کاٹا ہے۔ وہ اور زور زور سے چلانے لگا۔ خرگوش آواز سن کر ٹھہر گیا اور بولا، "یہاں کون ہے؟"

"میں ہوں بھیا! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔" ریچھ نے کراہتے ہوئے کہا۔

خرگوش نے پوچھا، "تم رات کو یہاں کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

ریچھ بولا، "یہ بے کار باتوں کا وقت نہیں بھیا! تم جا کر ڈاکٹر کو بلا لو۔"

خرگوش نے پھر پوچھا، "پہلے بتاؤ کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ریچھ کراہتے ہوئے بولا، ""میں تمہاری چٹنی کے مرتباً پُرا کر لے جا رہا تھا۔ اب مہربانی کر کے تم ڈاکٹر

کو بلا لاؤ، ورنہ میں یہیں مر جاؤں گا۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

"مرہی جاؤ تو اچھا ہے۔" خرگوش واپس جاتے ہوئے بولا۔

ریچھ دو چار قدم ہی چلا تھا کہ اسے پھر کاٹنا چھا اور وہ چلانے لگا، "ارے! اس نے مجھے پھر کاٹ لیا ہے۔

بھیا تم جاکر ڈاکٹر کو بلا لو۔ میں تمہارے مرتبان تمہیں لوٹا دوں گا۔"

خرگوش نے پوچھا، "اور کیا دوں گے؟"

"سات شہد کے مرتبان۔" ریچھ نے کہا۔

"اور کچھ؟"

"سات ٹماٹر کی چٹنی کے مرتبان۔"

خرگوش نے کہا، "اچھا! تم یہاں ٹھہرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ اگر تم اچھلتے پھرے تو وہ سانپ تمہیں پھر

کاٹ لے گا۔"

خرگوش بھاگتا ہوا ریچھ کے گھر گیا اور وہاں سے ٹماٹر کی چٹنی، اچار اور شہد کے مرتبان اٹھالایا۔ ابھی تک

بے چارہ ریچھ اپنا پاؤں پکڑے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا، "بھیا! میری ٹانگیں سو ج رہی ہیں اور زہر

سارے جسم میں پھیل گیا ہے۔"

خرگوش ایک کالی پالش کی ڈبیا اور لالٹین لے آیا۔ اس نے بہت سی پالش ریچھ کے پاؤں میں لتھیر دی اور

بولا، "یہ سانپ کے زہر کے لیے بہترین چیز ہے۔ اب تم صبح تک بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

ریچھ لنگڑاتا ہوا اپنے گھر کو چلا۔ خرگوش نے پھر کہا، "بھیا! جیسے ہی تم گھر پہنچو، فوراً سب مرہم چاٹ کر

صاف کر دینا اور تازہ مرہم لگا لینا۔ پھر تمہیں ڈاکٹر کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

ریچھ نے اپنے گھر جاتے ہی اپنا پاؤں چاٹ چاٹ کر صاف کیا۔ اسے بوٹ پالش بہت بد ذائقہ لگی، لیکن وہ

چالاک خر گوش کے کارنامے

اسے چائتا ہی رہا۔

پھر اس نے مرہم لگانے کے لیے ڈبیا اٹھائی۔ اس پر لکھا ہوا تھا:

"بوٹ پالش۔"

رہچھ کو اعتبار نہ آیا۔ اس نے پھر غور سے پڑھا، "بوٹ پالش۔"

وہ غسل خانے کی طرف بھاگا۔ وہاں بہت دیر تک کُلّیاں کرتا رہا، لیکن زبان کی سیاہی بہت دنوں تک نہیں چھوٹی۔

بلی نے لومڑ کی پٹائی کی

جنگل میں ایک نیک دل اور مہربان خاتون رہتی تھی، جس کا نام گلشن بیگم تھا۔ اس کی تین لڑکیاں تھیں۔ شبنم، چمپا اور نرگس۔ جنگل کے سب جانور گلشن بیگم اور اس کی لڑکیوں سے محبت کرتے تھے۔ گلشن بیگم کی سالگرہ پر جنگل کے سب جانور تحفے لے کر آئے۔ خر گوش نے بھی اپنے چٹنی اور اچار کے مرتبان تحفہ پیش کیے۔

نئے مہمانوں میں ایک بی بی بطخ تھی، جس کی گفتگو سے گلشن بیگم اور اس کی لڑکیاں بہت خوش ہوئیں۔ خر گوش اور کچھوا بھی اس نئی دوست سے مل کر بہت خوش تھے، لیکن رہچھ، بھیڑیا اور لومڑ دل ہی دل میں اسے ہڑپ کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔

گپ شپ کا دور چلنے لگا۔ خر گوش مزے لے لے کر اپنے کارنامے سنانے لگا، جس سے رہچھ، بھیڑیا اور لومڑ سخت پیچ و تاب کھانے لگے۔

خر گوش نے ہنس کر کہا، "بھیڑیا رکھ بہت اچھی پالش کرتا ہے اور پالش کرنے کے بعد زبان سے جوتے

چالاک خرگوش کے کارنامے

چاٹ چاٹ کر چمکاتا بھی ہے۔ کسی کو یقین نہ آئے تو بھیڑیا پیچھ کی زبان دیکھ لے۔"

ریچھ خاموشی سے اٹھا اور باہر چلا گیا۔ سب لوگ دیر تک ہنستے رہے۔ خرگوش نے پھر کہا، "بھیڑیا میرا پرانا خدمات گار ہے۔ کل ایک معمولی بات پر میں نے مکہ مار کر اس کے دانت باہر نکال دیے۔ ذرا منہ کھول کر دکھانا بھیتا!"

بھیڑیا خاموشی سے اٹھا اور باہر چلا گیا۔ خرگوش نے کہا، "آپ نے دیکھ لیا، میں کوئی معمولی جانور نہیں ہوں۔ جنگل کے بڑے بڑے جانور میرے پرانے خدمت گار ہیں۔ میں بہت عقلمند ہوں۔ میں ہر کام کر سکتا ہوں۔"

گلشن بیگم کو بہت دنوں سے چمٹے اور پھلنی کی ضرورت تھی۔ موقع ہاتھ آگیا۔ اس نے جھٹ سے کہا، "ہم تمہاری عقلمندی کو تب مانیں گے جب تم کہیں سے چمٹا اور پھلنی لا کر دو۔"

خرگوش کے کان کھڑے ہوئے۔ گلشن بیگم نے بہت مشکل کام بتا دیا تھا۔ کیوں کہ چمٹا اور پھلنی صرف میاں آدم جی کے ہاں ہی مل سکتی تھیں۔ خرگوش نے کہا، "ضرور ضرور لا دوں گا۔ بس دو چار دن کی بات ہے!"

باہر ہلکی ہلکی بوندیں پڑ رہی تھیں۔ خرگوش نے اپنا ہیٹ اور چھڑی اٹھائی اور چلنے کو تیار ہوا۔ وہ سب سے مل کر گلشن منزل سے نکلا ہی تھا کہ لومڑا اس کے پیچھے پیچھے آیا اور اسے کوٹ سے پکڑ کر بولا، "یہ کیا بد تمیزی کی تم نے۔ ریچھ اور بھیڑیہ کو بھری محفل میں رُسا کیا۔"

خرگوش فوراً بولا، "لیکن بھیتا! میں نے تمہاری کوئی برائی نہیں کی، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ تم بہت دلیر اور بہادر ہو۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

بے چارہ خرگوش بہت پریشان تھا کہ وہ لومڑ سے کیسے نجات حاصل کرے۔ اچانک لومڑ چلتے چلتے ٹھہر گیا اور غور سے سڑک دیکھنے لگا۔ اس نے بدحواسی میں کہا، "بھیا خرگوش! جلدی بھاگو۔ دیکھتے نہیں کہ یہ مسٹر بھوں بھوں کے پنچے کے نشان ہیں۔"

خرگوش نے بھی جھک کر غور سے دیکھا اور تہقہہ لگا کر بولا، "ارے بھیا! یہ تو جنگلی بلی کے قدموں کے نشان ہیں۔ عرصہ گزرا، اسے تمہارے بزرگوں نے گھر سے نکال دیا تھا۔ اب تم اپنی ملازمہ سے بھی ڈر گئے ہو بھیا؟ ہاہاہا!"

وہ چلتے چلتے وہاں پہنچ گئے جہاں جنگلی بلی ایک درخت سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ خرگوش نے کہا، "دیکھا، کیسی گستاخ ہے۔ اس نے تمہیں سلام تک نہیں کیا۔ تم اسے ٹھوکر لگاؤ، تاکہ اسے عقل آ جائے۔"

لومڑ چلتے چلتے رک گیا۔ خرگوش نے پھر اس کا حوصلہ بڑھایا، "شاباش بھیا! آگے بڑھ اسے کرایسی چپت لگاؤ کہ اس کے ہوش ٹھکانے آجائیں۔"

بلی اکڑ کر کھڑی ہو گئی اور لومڑ پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگی۔ خرگوش نے پھر کہا، "گستاخ بلی! تمہیں شرم نہیں آتی۔ ابھی بھیا لومڑ تمہارے مزاج درست کر دے گا۔ ہاں شاباش بھیا لومڑ! لگاؤ ایک چپت اس کو۔"

لومڑ آگے بڑھا۔ اس نے بلی کو ایک چپت مارا۔ جواب میں بلی نے اسے ایسا پنچہ مارا کہ وہ لڑکھنی کھا کر دور جا گرا۔

خرگوش خوشی سے چیخ کر بولا، "شاباش لومڑ بھیا! آگے بڑھ کر ایک ہاتھ دو اس بلی کو۔ مزہ چکھا دو اسے۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

ایک دفعہ پھر لومڑ آگے بڑھا۔ اس دفعہ لمبی نے اچھل کر لومڑ کی ناک پر اپنے دانت گاڑ دیے۔ بڑی مشکل سے لومڑ نے اپنی جان چھڑائی اور جنگل کی طرف بھاگا۔

غبارہ اور بطخ کا لباس

خرگوش تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اپنے گھر کے نزدیک پہنچ کر رک گیا اور غور سے زمین کو دیکھنے لگا، جس پر ریچھ اور بھیڑیے کے قدموں کے تازہ نشان بنے ہوئے تھے۔

وہ آہستہ سے بڑبڑایا، "تو یہ لوگ میرا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔۔ خیر میں انہیں بھی دیکھ لوں گا۔"

وہ دبے پاؤں چلتا ہوا جھاڑیوں کے نزدیک پہنچا اور ڈبک کر ان کی باتیں سننے لگا۔ ریچھ کہہ رہا تھا، "بہت دیر ہو گئی۔ پتہ نہیں کہاں مر گیا۔ اب تک تو اسے آجانا چاہیے تھا۔"

خرگوش دل ہی دل میں ہنسا۔ بھیڑیے نے کہا، "آج رات کو بی بطخ کے ہاں نہ چلیں۔ اوہ خدا یا! کتنی موٹی ہے وہ۔"

ریچھ بولا، "بالکل ترمال ہے۔ سنو! تم اسے اندر جا کر ختم کر دینا اور باہر پھینک دینا۔ پھر ہم دونوں اسے اٹھا کر لے جائیں گے۔"

خرگوش دل ہی دل میں پیچ و تاب کھانے لگا۔ اس نے بی بطخ کو بچانے کا ارادہ کر لیا۔

وہ آہستہ آہستہ سرک کر جھاڑیوں سے باہر نکلا اور پھر بھاگ کر مکان کے پیچھے گیا اور کھڑکی کے راستے

اندر کود گیا۔ وہاں اس نے جلدی جلدی پانی گرم کیا اور کیتلی لے کر کھڑکی کے پاس پہنچا۔ ریچھ اور بھیڑیا

ابھی تک نیچے بیٹھے ہوئے خرگوش کا انتظار کر رہے تھے۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

خرگوش نے ادھر سے کہا، "اے بھٹیاریچھ اور بھٹیاریے خان!"

دونوں نے حیرانی سے اپنی تھو تھنیاں اوپر اٹھائیں۔ خرگوش نے پانی کی کیتلی الٹ دی۔ "لو گرم گرم

چائے پیو۔"

بھٹیاریے اور ریچھ کے منہ پر کھولتا ہوا پانی گرا۔ وہ چیختے چلاتے بھاگے۔ خرگوش کو یقین تھا کہ دونوں رات کو ضرور بی بٹخ کے ہاں جائیں گے۔ اس نے بازار سے ربڑ کی بنی ہوئی بٹخ خریدی اور بی بٹخ کے ہاں پہنچا۔ بی بٹخ نے تپاک سے اس کا خیر مقدم کیا۔

خرگوش بولا، "بی بٹخ! تمہارے لیے ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔ آج رات ریچھ اور بھٹیاریا تمہیں

پکڑنے کے لیے آرہے ہیں۔"

بی بٹخ پریشان ہو کر بولی، "قیس قیس قیں۔ ہائے اب میں کیا کروں؟ مسٹر بھوں بھوں بھی گئے ہوئے ہیں۔

ورنہ ان سے مدد مانگتی۔"

خرگوش نے دلا سے دیا اور بولا، "گھبراؤ نہیں۔ میں سب انتظام خود کر لوں گا۔ بس آج رات تم گلشن بیگم

کے ہاں چلی جاؤ۔"

بی بٹخ نے پر پھڑ پھڑائے اور بولی، "بھٹیاریا! تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں؟ میں آج ہی اپنا سامان باندھ کر

رخصت ہوتی ہوں۔ یہ لوگ تو یہاں میرا جینا دشوار کر دیں گے۔"

خرگوش نے کہا، "بی بٹخ! یہ بڑے لوگ ہمیشہ اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح چھوٹے جانوروں کو

چٹ کر جائیں۔"

بی بٹخ نے جلدی جلدی کچھ سامان لیا اور گلشن بیگم کے گھر چلی گئی۔ خرگوش نے اپنی جیب سے غبارہ نکال

چالاک خر گوش کے کارنامے

کر اس میں ہوا بھری اور اسے بطخ کا لباس پہنا کر کمرے میں کھڑا کر دیا۔ پھر ایک ڈوری اس کی کمر میں باندھ لی اور ڈوری کا دوسرا سر اسے ہاتھ میں لے کر پلنگ کے نیچے چھپ گیا۔

کچھ دیر بعد اس نے باہر کھسرپسر کی آواز سنی۔ پھر اس نے بھیڑیے کا سر بھی دیکھا، جو اندر جھانک رہا تھا۔ خر گوش نے ڈوری ہلائی اور نقلی بطخ کمرے میں گھومنے پھرنے لگی۔ خر گوش کو یہ منظر دیکھ کر اتنی ہنسی آئی کہ اسے اپنا بچہ منہ میں دبانا پڑا۔

بھیڑیے نے کہا، "وہ کمرے میں چل پھر رہی ہے۔ اب وہ لیٹنے ہی والی ہے۔"

بھیڑیے نے ذرا سر نیچے کیا تھا۔ خر گوش نے جلدی سے نقلی بطخ کو پلنگ پر لٹا کر اس پر چادر ڈال دی۔ بھیڑیے نے پھر اندر جھانکا۔ بطخ کو سوتا دیکھ کر وہ چپکے سے اندر گھسا اور دبے پاؤں چلتا ہوا پلنگ کے نزدیک آیا۔ خر گوش نے جلدی سے ڈوری کھینچ کر بطخ کو پلنگ سے نیچے اتار لیا۔

بھیڑیے نے حیرانی سے کہا، "اچھا! تم مقابلہ کرنا چاہتی ہو بی بطخ؟ آ جاؤ۔"

اس نے غبارے کو ایک لکڑی سے چوٹ ماری۔ غبارہ اچھل کر الگ جا پڑا۔ بھیریا پھر آگے بڑھا۔ اس نے اس زور سے لکڑی ماری کہ غبارہ پھٹ گیا۔ ایک دھماکا ہوا اور کپڑے بھیریا پر گرے اور اس طرح وہ کپڑوں میں الجھ گیا۔ خر گوش جھٹ پلنگ سے باہر نکلا۔ وہ بھیریا کو لڑھکتا ہوا کھڑکی تک لے گیا اور وہاں سے اُسے باہر دھکیل دیا۔

بھیریا دھم سے ریچھ پر گرا۔ وہ سمجھا بطخ گری ہے۔ وہ بھیریا کو اٹھا کر بھاگا۔

خر گوش نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ بھیریا ریچھ کی کمر پر گٹھری کی طرح لد اہوا باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا اور ریچھ اسے مضبوطی سے پکڑے بھاگا جا رہا تھا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

رہچھ نے بطخ کی جگہ بھیڑیے کو بندھا جکڑا دیکھا۔ وہ یقین نہ کر سکا۔ اس نے بھیڑیے کو زمین پر پٹخا اور اسے گھورنے لگا۔ "اس کا کیا مطلب؟ بی بطخ کہاں ہے؟"

"ٹھائیں۔ ٹھائیں۔" بھیڑیے نے غبارے کی آواز نکالی، "کیا تم نے آواز نہیں سنی تھی؟"

رہچھ خوف سے کانپنے لگا۔ بولا، "کیا بطخ کے پاس بندوق بھی ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر وہ بڑی خطرناک ہے۔"

دونوں نے آئندہ بطخ کو ستانے سے توبہ کر لی۔ بی بطخ اب تک جنگل میں ہے اور ہر طرح سے محفوظ ہے۔ خرگوش جب بھی اس سے ملنے جاتا ہے۔ وہ بی بطخ کو لو مڑ، بھیڑیے اور رہچھ کے قصے سناتا ہے۔ خود ہنستا ہے اور بطخ کو بھی ہنساتا ہے۔

خرگوش نے جھولا جھولا

خرگوش اپنے وعدے کا پکا تھا۔ اس نے گلشن بیگم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے پھلنی اور چمٹالا کر دے گا۔ یہ چیزیں میاں آدم جی کے ہاں مل سکتی تھیں۔ ایک دن وہ آدم جی کے گھر بھی پہنچ گیا۔ وہ باغیچے میں بیٹھا مکان کے اندر جانے کا متعلق سوچ رہا تھا کہ کسی نے اسے کانوں سے پکڑ کر اٹھالیا۔ خرگوش نے سر گھما کر دیکھا۔ یہ میاں آدم جی تھے۔ آدم جی نے کہا، "آخر پکڑ ہی لیا تمہیں۔ میں حیران تھا کہ میری گاجریں کون کھا رہا ہے؟"

بے چارہ خرگوش منمننا کر رہ گیا۔ آدم جی نے اسے پنجرے میں بند کر دیا اور اپنی لڑکی سے کہا، "دیکھو! میں ذرا باہر جا رہا ہوں۔ تم اسے پنجرے سے ہر گز مت نکالنا۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

آدم جی چلے گئے۔ خرگوش نے کہا، "تمہارا جھولا کتنا اچھا ہے؟"

لڑکی بولی، "ہاں۔ یہ ابا جی نے میرے لیے بنایا ہے۔"

خرگوش بولا، "سنا ہے جھولا جھولتے ہوئے بڑا مزہ آتا ہے۔ ذرا دیر کے لیے مجھے جھولاؤ گی؟"

لڑکی بولی، "میں تمہیں باہر نہیں نکال سکتی۔"

خرگوش بولا، "میں بھاگوں گا نہیں۔ بس ذرا جھولا جھول کر واپس آ جاؤں گا۔"

لڑکی نے کہا، "ہر گز نہیں۔ میرا ابا جان سے وعدہ ہے۔ میں تمہیں باہر نہیں نکل سکتی۔"

خرگوش غصے سے دانت پیس کر بولا، "آدم کی اولاد خود غرض ہوتی ہے۔ تم بھلا کیوں مجھے جھولا جھولنے دو گی؟"

اتنے میں آدم جی بھی واپس آ گئے۔ انہیں خرگوش کو پنجرے میں دیکھ کر بڑی خوشی محسوس ہوئی۔ لڑکی نے ضد کرنی شروع کی۔ "ابا جان! آپ خرگوش کو جھولا جھولنے دیجیے نا۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے کبھی جھولا نہیں جھولا ہے۔"

خرگوش نے منت کرتے ہوئے کہا، "اچھے آدم جی! میری خواہش ضرور پوری کر دیجیے۔ میں بالکل نہیں بھاگوں گا۔"

آدم جی سوچ میں پڑ گئے۔

خرگوش نے پھر کہا، "آپ میری ٹانگوں سے چمٹا اور ہاتھوں سے پھلنی باندھ دیجیے۔ اس طرح میں بالکل نہ بھاگ سکوں گا۔"

میاں آدم جی خوش ہو کر بولے، "ہاں ہاں۔۔۔۔۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

انہوں نے خرگوش کے ہاتھوں سے پھلنی اور ٹانگوں سے چمٹا باندھ دیا اور اسے جھولے پر بٹھا دیا۔
لڑکی جھولا جھلانے لگی۔ جھولا آہستہ آہستہ اونچا ہوتا گیا۔ خرگوش ہر بار کہتا، "اور اونچا جھونٹا دیکھیے۔ اور
اونچا۔"

ہوتے ہوئے جھولا فصیل تک پہنچ گیا۔ خرگوش نے کہا، "ذرا اور اونچا۔"
آدم جی نے ایک لمبا جھونٹا دیا۔ جھولا فصیل سے بہت اونچا ہو گیا۔ خرگوش کے سامنے دور تک پھیلا ہوا
میدان تھا۔ اس نے کوشش کر کے چھلانگ لگادی۔ وہ جھاڑیوں میں گرا، جہاں اسے نے پھرتی سے چمٹا
اور پھلنی اپنی ٹانگوں اور بازوؤں سے علیحدہ کیے اور دونوں چیزوں کو اٹھا کر بھاگا۔

جادو کا چمٹا اور پھلنی

خرگوش بہت خوش تھا۔ آج اس نے آدم جی کو ہرا دیا تھا۔ وہ اچھلتا کودتا جنگل سے گزر رہا تھا کہ اچانک
ایک جھاڑی کے پیچھے سے لومڑ نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا۔ خرگوش سہم کر بولا، "مجھے جانے دو، چھوڑ دو
مجھے۔"

لیکن لومڑ نے اسے اور بھی مضبوطی سے پکڑ لیا اور اسے دو تین زور کے جھٹکے دیے۔ چمٹا اور پھلنی آپس
میں ٹکرائے اور ایک زوردار جھنجھناتی ہوئی آواز پیدا ہوئی۔

چھن۔ چھنان۔۔۔۔۔

لومڑ نے چمٹے اور پھلنی کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ حیرانی سے بولا، "تم یہ کیا چیزیں لیے پھرتے ہو؟"

خرگوش نے کہا، "یہ جادو کی چیزیں ہیں۔ سمجھے؟"

لومڑ حیرانی سے بولا، "کس کام آتی ہیں یہ؟"

چالاک خرگوش کے کارنامے

خرگوش نے دو تین دفعہ چمٹا بجایا اور بولا، "جو تم مانگو گے، وہ اس کے دونوں سروں میں آ پھنسے گا۔"

لومڑ نے پوچھا، "اور یہ دوسری چیز کس کام آتی ہے؟"

"وہ بھی بتاؤں گا۔ پہلے تم اس کا کمال دیکھ لیتے۔"

خرگوش چمٹا بجانے لگا۔ چھنانن نن۔۔ نن نن۔۔۔۔۔

لومڑ بے صبری سے بولا، "اچھا اس کا کمال دکھاؤ تو سہی۔"

خرگوش نے چمٹے کے دونوں سرے لومڑ کی ناک کی طرف کیے اور بولا، "آنکھیں بند کر لو۔ تم جو کچھ مانگو گے وہ اس میں آ پھنسے گا۔"

لومڑ نے خرگوش کو پکڑے رکھا اور پھر آنکھیں بند کر کے زور سے بولا، "بھٹی ہوئی مرغی مل جائے تو مزہ آجائے۔"

اور اسے سچ مچ مزہ آ گیا۔ اسے محسوس ہوا کہ جیسے کوئی اس کی ناک زور سے مروڑ رہا ہے۔

لومڑ کی آنکھیں کھل گئیں اور ہاتھ سے خرگوش بھی چھوٹ گیا۔ اس نے دیکھا کہ خرگوش پوری قوت سے چمٹے کے ساتھ اس کی ناک مروڑ رہا ہے۔ لومڑ نے اپنی ناک چھڑانے کی کوشش کی۔ وہ اچھلا کودا، لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

خرگوش ہنس کر بولا، "چمٹے کا کمال تو تم دیکھ چکے ہو۔ اب یہ بھی دیکھو کہ پھلنی کس کام آتی ہے۔"

یہ کہتے کہتے اس نے ٹھکا ٹھک دو تین دفعہ لومڑ کے اس زور سے پھلنی ماری کہ وہ چیخنے لگا، "اوہو! ہائے ہائے! مر گیا!"

خرگوش ہنس کر بولا، "نہیں ابھی نہیں مرے۔ تم خاموشی سے آگے آگے چلو، ورنہ سچ مچ تمہارا خاتمہ ہو

چالاک خرگوش کے کارنامے

جائے گا۔"

یہ کہہ کر اس نے لومڑ کے منہ پر ایک اور پھلنی جمادی۔ اب لومڑ چیختا چلاتا آگے آگے اور خرگوش اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

ایک جگہ لومڑ زور سے اچھلا۔ اس کی ناک چمٹے کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ وہ تیزی سے خرگوش کو پکڑنے کے لیے لپکا۔ اس نے خرگوش کو پکڑ ہی لیا ہوتا اگر وہ لپک کر ایک درخت پر نہ چڑھ جاتا۔

"آجاؤ، اب نیچے آجاؤ، تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے۔" لومڑ نے کہا۔

خرگوش بولا، "میں نیچے نہیں آسکتا۔ تم ہی اوپر آجاؤ نا!"

اب لومڑ درخت پر تو چڑھ نہیں سکتا تھا۔ بس وہ نیچے بیٹھا دانت پیتا رہا۔ وہ بولا، "میں ابھی جا کر کلبھاڑی لاتا ہوں۔ درخت کاٹ کر گردوں گا، ساتھ ہی تم بھی نیچے آگرو گے۔"

لومڑ یہ کہہ کر چل دیا۔ خرگوش درخت پر چڑھ تو گیا تھا، لیکن نیچے اترنا اس کے لیے مشکل تھا۔ اچانک اسے ایک موٹی بھدئی آواز سنائی دی:

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟

آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

وہ سمجھ گیا کہ ریچھ بھی نہیں۔ ذرا اچھے موڈ میں ٹہلتے ہوئے آرہے ہیں۔ خرگوش کو ایک ترکیب سوچھی۔ وہ بے فکروں کی طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا اور زور زور سے ہنسنے لگا۔ وہ اتنی زور سے ہنسا کہ درخت پر بیٹھے ہوئے پرندے ڈر گئے۔ ریچھ بھی ڈر کے مارے ڈبک گیا، لیکن جب اس نے خرگوش کو دیکھا تو بگڑ

چالاک خرگوش کے کارنامے

کربولاء، "یہ کیا بد تمیزی ہے جی؟ کیوں ہنستے ہو دیوانوں کی طرح سے؟"

خرگوش نے ایک اور قہقہہ مارا، "ہاہ۔ ہو ہو ہی خئی۔ بھی واہ کیا خوب تماشا ہے!!"

اس نے نیچے کی طرف دیکھا بھی نہیں۔ بس سامنے غور سے دیکھتا رہا اور ہنستا رہا۔ رپچھ بھی حیران ہوا،

"ارے! کیا دیکھتے ہو؟ کیا کوئی تماشا ہو رہا ہے؟"

خرگوش نے پھر کوئی توجہ نہ دی۔ بس غور سے سامنے دیکھتا رہا اور ہنستا رہا۔ اب بھٹیار پچھ نے بے صبری

سے چلا کر کہا، "کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ اس طرح کیوں ہنس رہے ہو؟"

خرگوش نے پہلی دفعہ رپچھ کو جھک کر دیکھا۔ سلام کیا اور بولا، "بھٹیار پچھ بس پوچھو نہیں کتنا مزیدار

تماشا ہو رہا ہے۔ یہاں سے مجھے گلشن منزل صاف نظر آرہی ہے۔ گلشن بیگم اپنی لڑکیوں کو ناچنا سکھا رہی

ہے۔ دیکھنا ہے تو اوپر آ جاؤ۔"

"لیکن کیسے آؤں؟" رپچھ نے پوچھا۔

"ارے بھٹیار ہے نہ گاؤ دی آخر۔ جلدی سے جا کر سیڑھی لے آؤ۔"

رپچھ بھاگا ہوا اپنے گھر گیا۔ وہاں سے سیڑھی لے کر آیا۔

"مجھے تو یہاں سے کچھ نظر نہیں آتا۔" رپچھ سیڑھی پر چڑھ کر بولا۔

خرگوش نے دور سے آتے ہوئے لومڑ کو دیکھا اور بولا، "تم جلدی سے میری جگہ آ جاؤ میں ذرا سیڑھی پر

کھسک جاتا ہوں۔"

رپچھ خرگوش کی جگہ جا بیٹھا اور خرگوش تیزی کے ساتھ نیچے اترا۔ اس نے پھلنی اور چمٹا اٹھایا۔ سیڑھی

کندھے پر رکھی اور تیزی سے بھاگا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

ادھر لومڑ نے آتے ہی درخت کو کاٹنا شروع کر دیا۔ ریچھ نے گھبرا کر نیچے دیکھا اور چلا کر کہا، "اے لومڑ بھئی! یہ کیا کرتے ہو تم؟"

لومڑ نے جب ریچھ کی آواز سنی تو بڑا سٹپٹایا۔ جب اس نے خرگوش کی جگہ ریچھ کو بیٹھے دیکھا تو اسے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہیں آیا۔ لومڑ حیرانی سے چلایا، "یہ کیا جراب ہے؟ یہاں تو خرگوش بیٹھا ہوا تھا۔ تم کہاں سے آ رہے؟"

ریچھ بولا، "میں یہاں گلشن بیگم کی لڑکیوں کا ناچ دیکھنے اوپر چڑھا تھا، لیکن مجھے تو یہاں سے کچھ نظر نہیں آیا۔"

لومڑ اور حیرانی سے بولا، "لیکن تم اوپر چڑھے کیسے؟"

"سیڑھی سے چڑھا اور کیسے چڑھا؟"

ریچھ لومڑ کو پاگل سمجھنے لگا، لیکن اس کو پتا نہیں تھا کہ خرگوش سیڑھی بھی لے گیا ہے۔

"یہاں کوئی سیڑھی نہیں ہے۔" لومڑ بولا۔

ریچھ نے بھی نیچے نظر دوڑائی۔ سیڑھی سچ غائب تھی۔ وہ حیرانی سے چلایا، "ارے! ابھی تو یہاں تھی۔"

یہ سب خرگوش کی شرارت ہے۔ وہ جاتا ہوا سیڑھی بھی لے گیا ہے۔"

لومڑ کے ذہن میں پوری بات آگئی۔ وہ غصے سے چیخ کر بولا، "آج میں نے خرگوش پکڑ لیا تھا، لیکن تم نے

اسے اپنی بے وقوفی سے بھاگنے کا موقع دے دیا۔"

ریچھ حیرانی سے بولا، "وہ یہاں بیٹھا گلشن بیگم کی لڑکیوں کا ناچ دیکھ رہا تھا، لیکن مجھے تو کچھ نظر نہیں آیا۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

لومڑ اور زور سے چلایا، "اور نہ تمہیں نظر آئے گا۔ خیر، تم دیکھتے رہو دن بھر۔ میں تو جا رہا ہوں۔"
لومڑ بڑبڑاتا ہوا چل دیا۔ ریچھہ تمام دن دھوپ میں تپتا رہا۔ شام کو اس کی بیگم نے اسے اتارا۔

لومڑ اپنے ہی گودام میں بند ہو گیا

لومڑ کے کھیت میں گاجر کی فصل بہت عمدہ ہوئی تھی۔ خرگوش یہ امید لگائے بیٹھا رہا کہ لومڑ کچھ حصہ اسے بھی دے گا، لیکن لومڑ نے اسے پوچھا بھی نہیں!

ایک روز جب لومڑ گاجریں نکل رہا تھا، خرگوش اس کے کھیت میں پہنچا اور اس نے شکایت کے لہجے میں کہا، "تمہیں اپنے ہمسایوں کا تو خیال رکھنا چاہیے تھا۔ اتنی بہت سی گاجریں ہیں اور تم نے بھولے سے پوچھا تک نہیں!"

لومڑ غرا کر بولا، "کان کھول کر سن لو کہ اس میں سے تمہیں ایک ٹکڑا تک نہیں ملے گا۔ میں آج ہی انہیں گودام میں بند کر کے تالا لگا رہا ہوں۔ ہاں اگر تم وہاں سے نکال لو تو میں تمہیں بالکل کچھ نہ کہوں گا۔"
خرگوش مسکرا کر بولا، "سوار شکریہ تمہارا۔ تالا کھولنا تو میرے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ آج شام کو میرا فن دیکھ لینا۔"

لومڑ حقارت سے بولا، "میرے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ ہا ہا۔ دیکھو گا کیسے تالا کھول سکتا ہے؟"
خرگوش بھاگا ہوا اپنے گھر گیا۔ وہاں سے اپنے بیوی بچوں کو لے کر لومڑ کے مکان کے پاس پہنچا اور ایک بڑا سا سوراخ بنانے میں لگ گیا۔ سوراخ سیدھا گودام میں نکلتا تھا۔

اس دوران میں لومڑ گاڑی بھر بھر کر گاجریں لاتا اور گودام میں رکھتا رہا، یہاں تک کہ گودام بھر گیا۔ پھر لومڑ نے باہر کا تالا لگایا۔ چابی اپنی اندر کی جیب میں حفاظت سے رکھی اور اوپر گرتی پہن کر بٹن لگا لیے۔ وہ

چالاک خرگوش کے کارنامے

بہت تھک گیا تھا اس لیے جوتے اتار کر پلنگ پر لیٹ گیا اور جلد ہی سو گیا۔

خرگوش کو سوراخ بناتے ہوئے زیادہ دیر نہیں لگی۔ جلد ہی وہ گودام میں پہنچ گیا، جو اوپر تک نرم اور خوش

ذائقہ گاجروں سے بھر پڑا تھا۔ اس نے دو تین گاجریں کھائیں جو اسے بہت مزیدار معلوم دیں۔ وہ

ٹوکری بھر کر گاجریں اپنے گھر لے گیا۔ اس کے ساتھ اس کے بچے بھی ٹوکری بھر بھر کر گاجریں لے

جاتے رہے، یہاں تک کہ تہہ خانہ خالی ہو گیا۔ جب خرگوش آخری ٹوکری بھر رہا تھا، بچوں میں سے کوئی

ہنس دیا، جس سے لومڑ کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے تہہ خانے میں کچھ شور سنا، پھر جلدی سے اپنی جیب کو

ٹٹولا۔ چابی کو پا کر اطمینان ہوا۔ وہ حیرانی سے سوچنے لگا، "پھر یہ شور کیسا ہے؟"

اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ جب وہ گاجریں گودام میں بھر رہا تھا تب شاید خرگوش چپکے سے وہاں

گھس گیا ہو۔ لومڑ دروازے تک آیا اور چلا کر بولا، "بھیا خرگوش! مجھے معلوم ہے کہ تم اندر ہو۔ کل صبح

تک جی بھر کے گاجریں کھالو۔ پھر تمہاری خیر نہیں!"

خرگوش نے اپنے بچوں کو جانے کا اشارہ کیا اور گڑ گڑا کر بولا، "رحم کرو بھیا لومڑ! مجھ پر رحم کرو اور میری

جان بخشی کر دو۔"

لومڑ مسرت سے چیخ کر بولا، "ہا ہا ہا! رات بھر اپنے گناہوں پر آنسو بہا لو بھیا جی، کل تمہاری زندگی کا آخری

دن ہے۔"

لومڑ دوبارہ اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا۔ خرگوش نے گودام اچھی طرح صاف کیا اور سوراخ کو بند کر دیا۔

اگلی صبح لومڑ گودام کا دروازہ کھول کر اندر گیا اور جلدی سے اندر سے دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔ جب

اس نے غور سے دیکھا تو وہ حیران رہ گیا۔ تہہ خانہ خالی پڑا تھا۔ بالکل خالی!

چالاک خرگوش کے کارنامے

لومڑ نے کئی بار اپنی آنکھیں مل کر دیکھا، لیکن اسے وہاں نہ خرگوش نظر آیا نہ گاجریں۔ وہ بہت مایوسی کے ساتھ واپس مڑا، لیکن اس عرصے میں خرگوش باہر کی کنڈی لگا چکا تھا اور اب بھیا لومڑ قیدی بن گیا تھا۔ باہر سے خرگوش نے چیخ کر کہا، "بھیا لومڑ! مجھے پتہ ہے کہ تم اندر ہو۔ کل صبح تک خیر منالو اور جی بھر کے گاجریں کھاؤ۔"

لومڑ نے کہا، "لیکن گاجریں یہاں کہاں رکھی ہیں؟ کوئی انہیں چُرا کر لے گیا ہے۔"

خرگوش نے کہا، "ہاں، میں لے گیا ہوں۔ تم ہی نے تو کہا تھا کہ اگر میں یہاں سے گاجریں نکال کر لے جاؤں تو وہ میری ہو جائیں گی۔"

لومڑ غصے سے پاگل ہو گیا اور دروازے پر گھونسلوں کی بارش کرتے ہوئے بولا، "کھولو۔ دروازہ کھولو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں فاتے کرتے کرتے مر جاؤں؟"

خرگوش نے کہا، "اب پھر اپنے گناہوں پہ آنسو بہاتے رہو۔ میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ!"

لومڑ بے چارہ اگلے روز تک تہہ خانے میں بند رہا۔ ریچھ اس کی مزاج پر سی کو آ رہا تھا۔ اس نے لومڑ کے چیخنے کی آواز سنی۔ اس نے گودام کا دروازہ کھولا۔ لومڑ بھوکا پیاسا لڑکھڑاتا ہوا نکلا اور سیدھا خرگوش کے مکان کی طرف لپکا۔

بھڑیے اور لومڑ نے چائے پی

خرگوش اپنے باغ کا دروازہ ٹھیک کرنے میں لگا ہوا تھا۔ وہ ٹوٹے ہوئے حصوں کو گرما گرم سریش لگا کر چپکا رہا تھا کہ پیچھے سے لومڑ نے آدبوچا۔

"ہا ہا ہا! پکڑ ہی لیا تمہیں!" لومڑ خوشی سے چلایا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

"بھیا لومڑ! مجھے چھوڑ دو۔ دیکھتے نہیں میں کتنا مصروف ہوں؟"

"کچھ دیر بعد میں بھی تمہیں پکانے میں مصروف ہو جاؤں گا۔ سمجھے؟"

خرگوش نے بے چارگی سے کہا، "بھیا لومڑ! اتنے کم ظرف نہ بنو۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ آج اس کام کو کر

کے چھوڑوں گا۔ تم جاننے ہو میں اپنے وعدے کا کتنا پکا ہوں۔"

لومڑ نے سریش کے برتن اور لکڑی کو دیکھ کر کہا، "یہ تم کیا کر رہے ہو؟"

خرگوش نے فوراً کہا، "بھیا ذرا دروازہ جوڑ رہا ہوں۔ کام مشکل ہے اور تم تو اسے کر ہی نہیں سکتے۔"

"کیا کہا؟ میں نہیں کر سکتا؟" لومڑ نے پوچھا۔

خرگوش نے برش برتن میں ڈبو کر کہا، "بالکل نہیں بھیا، اس کام کو کرنے کے لیے مہارت چاہیے۔ تم تو

بالکل اناڑی ہو۔"

لومڑ جوش میں آگیا۔ وہ سب باتیں بھول بھال کر فوراً کام کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ "میں تمہیں دکھاؤں

گا کہ میں تم سے بہتر کام کر سکتا ہوں۔"

خرگوش نے کہا، "جانے دو بھیا، کام مشکل ہے۔ ذرا تم نے گڑبڑ کی اور سارا کام چوٹ ہوا۔ اس لیے مہربانی

رکھو۔"

لومڑ نے جوش کے ساتھ برش برتن میں ڈبو دیا اور لکڑی پر سریش لگانے لگا۔ جب لومڑ برش لگا رہا تھا تو

اس کی دُم دیوار سے رگڑ کھا رہی تھی۔ وہ بھی ایک برش کی طرح ہی تو تھی۔ خرگوش نے لومڑ کی دُم کو

سریش میں ڈبو دیا۔

لومڑ چیخ کر بولا، "بد معاش اندھا، دیکھتا نہیں کہ یہ میری دُم ہے!"

چالاک خرگوش کے کارنامے

لومڑ نے اپنی دُم نکالی اور اسے دھوپ میں سوکھنے کے لیے پھیلا دیا۔ خرگوش نے آہستہ سے دُم اٹھا کر دروازے کے ساتھ لگا دی، جہاں وہ کچھ دیر بعد خشک ہو گئی۔

خرگوش یہ سب کنکھیوں سے دیکھتا رہا اور چُکے چُکے ہنستا رہا۔

وہ اٹھتے ہوئے بولا، "میں ذرا اور سریش لاتا ہوں۔"

خرگوش کے ساتھ لومڑ بھی اٹھا، کیوں کہ وہ اسے اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینے چاہتا تھا، لیکن اس کی دُم دروازے سے چپک گئی تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اپنی دُم چھڑانے لگا۔ خرگوش کھڑا ہنستا رہا۔

لومڑ نے غصے سے کہا، "کیوں ہنس رہے ہو بے وقوفوں کی طرح۔ اسے فوراً چھڑاؤ ورنہ۔"

خرگوش ہنس کر بولا، "ورنہ تم مجھ پر جھپٹ پڑو گے۔ میں اتنے بے وقوف نہیں بھیا جی کہ تمہارا القمہ بن جاؤں۔"

لومڑ پھر اپنی دُم چھڑانے کی کوشش کرنے لگا، لیکن وہ تو بری طرح چپکی ہوئی تھی کہ کوشش کے باوجود نہ چھٹ سکی۔

خرگوش پھر ہنسا، "ہاں ایک ترکیب ہو سکتی ہے کہ تم اپنی دُم کاٹ دو۔ چاقولاؤں بھیا جی؟"

"بے وقوف نہ بنو۔" لومڑ بڑبڑایا۔

خرگوش پھر بولا، "دوسری ترکیب یہ ہے کہ تم اپنی دُم کے بال کاٹ ڈالو، قینچی دوں بھیا جی؟"

لومڑ چیخ کر بولا، "بند کرو اپنی بکواس۔ تم چاہتے ہو کہ میں اپنی پیاری دُم تراش دوں؟ ہو نہہ۔"

"اچھی بات ہے خدا حافظ!" خرگوش اپنے مکان میں چلا گیا اور وہاں چائے کے لیے پانی گرم کرنے لگا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

کچھ دیر بعد بھیڑیا وہاں آیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور وہ لومڑ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا، "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

لومڑ نے کہا، "میں چُپک گیا ہوں۔"

بھیڑیے نے اور زیادہ حیران ہو کر پوچھا، "چُپک گئے؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟"

لومڑ رو ہانسا ہو کر بولا، "کیا تم چُپکنے کا مطلب نہیں سمجھتے؟ بھیا جی! میری دُم دروازے سے چُپک گئی ہے۔"

یہ سب اسی بد معاش خرگوش کی کارستانی ہے اور اب وہ مجھے دُم تراشنے کا مشورہ دیتا ہے۔ ہونہہ۔"

"یہ تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا، ورنہ تم یوں ہی چُپکے رہو گے۔"

لومڑ نے غصے سے کہا، "تو کیا میں اپنی پیاری دُم تراش دوں؟ تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو کیا؟"

بھیڑیا بولا، "اور اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ ہاں ٹھہرو، میں تمہیں یہ دروازہ اتار دیتا ہوں۔ تم اسے اٹھائے

ہوئے اپنے گھر لے جاؤ۔ وہاں اپنی دُم کو گرم پانی میں ڈبوئے رکھو۔ سریش پگھل جائے گا اور تمہاری دُم

چھوٹ جائے گی۔"

بھیڑیے نے دروازے کو خوب زور زور سے جھٹکے دیے۔ ہر جھٹکے کے ساتھ لومڑ کی چیخ نکل جاتی۔ بالآخر

دروازہ نکل گیا۔

اسی وقت خرگوش نے کھڑکی سے جھانکا، "ارے بھیا لومڑ۔ اے بھیا بھیا۔"

دونوں نے اپنی تھو تھنیاں اوپر اٹھائیں۔

خرگوش گرم پانی کا برتن الٹتے ہوئے بولا، "لو چائے پیتے جاؤ۔ یارو تمہاری اور کیا خدمت کروں۔"

دونوں اپنا منہ پیٹتے ہوئے بھاگے۔ ان کے ناک منہ پر جگہ جگہ آبلے پڑ گئے تھے۔ ہاں جب لومڑ دروازہ

چالاک خرگوش کے کارنامے

اٹھائے ہوئے بازار سے گزرا تو سب بچے بوڑھے تالیاں بجاتے اس کے پیچھے ہو لیے اور اسے اس کے گھر تک چھوڑ کر آئے۔ وہاں لومڑ نے اپنی دُم بارہ گھنٹے گرم پانی میں ڈبوئے رکھی اور لومڑ صاحب کو اتنی ٹھنڈ محسوس ہوئی کہ اسے دُم کو ٹھنڈ لگ جانے کا خطرہ ہو گیا۔ اس نے دُم پر گرم کپڑا لپیٹ دیا۔ غصے میں دروازے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور جلا دیا۔

لیکن اگلی صبح اس نے دیکھا کہ اس کے باغ کا دروازہ غائب ہے۔ دروازہ خرگوش کے باغ میں دیکھ کر وہ بہت چیخا۔

لپٹی کلپٹی ٹمبکٹو!

اتفاق سے خرگوش بازار سے مچھلی کے کباب، گاجر کا حلوہ اور شربتِ اتنا اس خرید کر گھر واپس آ رہا تھا کہ جھاڑی کے پیچھے سے لومڑ نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا۔

"چلو اب میرے ساتھ۔ تمہارے دن پورے ہو چکے ہیں۔" لومڑ اسے کھینچتے ہوئے بولا۔

خرگوش نے کہا، "ارے نہیں یار! کیوں مذاق کرتے ہو مجھ سے۔ ابھی ابھی تو ایک نجومی نے بتایا ہے کہ میری عمر بہت دراز ہو گی۔"

لومڑ اسے کھینچتے ہوئے بولا، "دیکھ لیتے ہیں ابھی!"

پھر اس نے تھیلے کی طرف دیکھ کر کہا، "اس میں کیا ہے؟"

خرگوش نے مسکینی سے کہا، "بینٹن کا بھرتا، مسور کی دال اور کونین مکسچر۔"

لومڑ نفرت سے بولا، "بالکل بے کار چیزیں ہیں۔ خیر، تم ہاتھ آگئے یہ بھی غنیمت ہے۔"

لومڑ اسے کھینچتا ہوا بھیڑیے کے گھر لے گیا۔ دروازہ اندر سے بند کیا اور بھیڑیے کو آواز دی۔

چالاک خر گوش کے کارنامے

بھیڑیا بھی خر گوش کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور بولا، "ہاتھ آگیا بچو! خیر اب اس کے کباب بنائیں گے۔

بھیڑیا لومڑ! تم ابھی اسے الماری میں بند کر دو اور باہر سے تالا لگا دو، میں ابھی گھی گرم کر رہا ہوں۔"

لومڑ نے خر گوش کو دھکّا دے کر الماری میں گرادیا اور پھر زور سے دروازہ بند کیا اور تالا لگا دیا۔ ادھر

خر گوش الماری میں بیٹھا کانپنے لگا۔ وہ دل میں سوچتا رہا کہ لومڑ کے آنے سے پہلے کیسے بھاگ سکتا ہے؟

برتنوں میں چھپنے کی جگہ نہ تھی۔ آخر ایک خیال اس کے ذہن میں آیا۔ اس نے تھیلے کی سب چیزیں باہر

نکال لیں اور برتنوں میں مچھلی کے کباب، حلوہ اور شربت ڈال کر اوپر کے تختے پر رکھ دیا۔ ایسا کرتے

ہوئے اس نے خوب برتن کھٹکھٹائے۔ لومڑ بولا، "اس کا کوئی فائدہ نہیں خر گوش بھیا۔ بہت دن مزے کر

چکے تم!"

خر گوش نے کہا، "میں غائب ہونے کا عمل بھی جانتا ہوں۔ اے لو، میں غائب ہوتا ہوں۔ لپٹی کلپٹی

ٹمبکٹو۔ جلدی غائب ہو جاؤ۔"

خر گوش تھیلہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا اور اندر سے زپ لگالی۔

جب کڑھائی میں گھی گرم ہو چکا تو لومڑ نے آہستہ سے دروازہ کھولا، لیکن خر گوش کہیں نظر نہ پڑا۔ اس

نے حیرانی سے کہا، "اے بھیا یہ خاں! خر گوش سچ مچ غائب ہو گیا ہے۔"

بھیا نے بھی اچھی طرح ہر خانہ دیکھا، لیکن الماری میں کہیں خر گوش نظر نہیں پڑا۔ نیچے خانے میں

تھیلا رکھا ہوا تھا۔ وہ اس نے غصے میں آکر باہر پھینک دیا۔ جو نہی موقع ملا، خر گوش نے تھیلے کی زپ کھولی

اور اُچک کر باہر نکلا۔ پھر دوڑ کر دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

بھیا نے غرّا کر کہا، "وہ دیکھو وہ جا رہا ہے۔ لپکو۔ پکڑو۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے اور میدان میں دوڑتے چلے گئے۔ جو نہی وہ خرگوش کی نظروں سے اوجھل ہوئے۔ وہ اندر گیا اور اپنی سب چیزیں سمیٹ کر تھیلے میں ڈال کر سیٹی بجاتا ہوا اپنے گھر کو روانہ ہو گیا۔

چور ہمارے سمو سے کھا گیا!

ایک دن بھیڑیا اور لومڑی پر مچھلیاں پکڑنے جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ دو پہر کا کھانا تھا اور گرما گرم سمو سے جن کی خوشبو ہوا میں پھیلی ہوئی تھی۔ خرگوش، جو کودتا پھاند تا جنگل سے گزر رہا تھا، خوشبو سونگھ کر ٹھہر گیا۔

"سمو سے۔" خرگوش نے کہا، "قیے کے سمو سے۔ لیکن کون صبح ہی صبح سمو سے لیے جا رہا ہے۔ شاید میرا کوئی دوست ہو۔"

وہ اچھلتا کودتا سمو سوں کی تلاش میں چلا اور جلد ہی بھیڑیے اور لومڑی کے سامنے جا پہنچا۔
"اٹھا! لومڑی بھیا اور بھیڑیے خاں ہیں۔ کیا حال ہے؟" خرگوش نے کہا اور وہ دونوں رک گئے اور خرگوش کو دیکھ کر بولے، "ٹھیک ہے اور تمہارا؟"

"کیا مزیدار سمو سوں کی خوشبو آرہی ہے۔" گوش نے نیدے پن سے ہونٹ چاٹ کر کہا۔
لومڑی نے اخلاق سے پوچھا، "کھاؤ گے؟"

خرگوش کھانے کے لیے اتنا بے تاب تھا کہ وہ لومڑی کی آنکھوں میں مکاری کی جھلک بھی نہ دیکھ سکا۔ وہ جلدی سے سمو سے کے نزدیک گیا اور اسی لمحے بھیڑیے نے اس کو کوٹ سے پکڑ کر ہوا میں اٹھالیا۔ لومڑی نے ایک قہقہہ لگا کر کہا، "پھنس ہی گیا آخر۔ سمو سوں کے متعلق پوچھتا تھا۔ اب رات کو اس کے مزیدار سمو سے بنائیں گے۔ کیا خوب۔ ہا ہا ہا!"

چالاک خرگوش کے کارنامے

خرگوش کچھ گھبرا گیا، پھر اس نے بھیڑیے کی طرف دیکھ کر کہا، "میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ چھوڑو مجھے۔ میرے کوٹ کا ستیاناس ہو گیا ہے۔"

بھیڑیے نے کہا، "ہمیں کوٹ سے کی مطلب؟ ہمیں تو تم سے غرض ہے۔"

لیکن بھیڑیے کو غلط فہمی تھی، کیوں کہ خرگوش نے اپنے ہاتھ نکال لیے تھے۔ وہ کوٹ چھوڑ کر تیزی سے جنگل کی طرف بھاگا۔

بھیڑیا اور لومڑی تیزی سے خرگوش کے پیچھے بھاگے، جو اب ندی کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ ندی کافی گہری تھی اور لبالب بہہ رہی تھی۔ خرگوش اسے تیر کر عبور نہیں کر سکتا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ جلدی سے اس نے ایک پتھر اٹھایا اور پانی میں دے مارا اور خود تیزی سے ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔

لومڑی نے چلا کر کہا، "وہ ندی میں کود پڑا ہے۔ میں نے اس کے کودنے کی آواز سنی ہے۔" وہ دونوں ندی کے نزدیک پہنچ کر رک گئے۔ کافی دیر انتظار کے بعد بھی جب خرگوش پانی سے نہ نکلا تو بھیڑیے نے کہا، "عجیب بات ہے۔ خرگوش ابھی تک باہر نہیں آیا؟" لومڑی نے کہا، "کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھاس میں الجھ گیا ہو۔"

بھیڑیے نے کہا، "چلو یہ روز کا قضیہ بھی ختم ہوا۔ میں تو اس کی چالاکیوں سے عاجز تھا۔" انہوں نے اپنا سامان پیچھے رکھا اور ڈور ندی میں ڈال دی۔ اُدھر خرگوش دبے پاؤں نیچے آیا اور لومڑی کا ایک سموسہ کھانے لگا، جو اسے بہت مزیدار معلوم ہوا۔ پھر اس نے بھیڑیے کا ایک سموسہ اٹھایا اور کھا گیا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

بھیڑیا اور لومڑ مچھلیاں پکڑنے میں اتنے مشغول تھے کہ انہیں خرگوش کا کچھ پتہ ہی نہ چل سکا۔ اتنے میں بھیڑیے نے ایک مچھلی پکڑ لی۔ وہ اتنا خوش ہوا کہ زور زور سے چلانے لگا۔

"اب مجھے کھسک جانا چاہیے۔" خرگوش دونوں کا سامان سمیٹتے ہوئے سوچنے لگا اور وہ سب چیزیں لے کر دور ایک درخت کے پیچھے جا چھپا اور مزے لے لے کر کھانے لگا۔

اتنے میں ایک مینڈک نے سر نکالا۔

بھیڑیے نے کہا، "معلوم ہے خرگوش ڈوب گیا ہے۔ وہ ندی میں کودا اور تب سے اوپر نہیں آیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ گھاس میں الجھ گیا ہے۔"

مینڈک نے ٹراتے ہوئے کہا، "اوہو! کتنی بری چیز ہے۔"

وہ تیرتا ہوا کچھوے کے پاس گیا۔ اسے بھی یہ سن کر بہت رنج ہوا۔ کیوں کہ وہ خرگوش کا گہرا دوست تھا۔

کچھوے نے پانی سے سر نکالا اور پوچھا، "بھیا لومڑ! تم کہتے ہو کہ خرگوش ڈوب گیا ہے؟ آہ غریب

خرگوش، وہ ہمارا کتنا گہرا دوست تھا۔ وہ کتنا دلچسپ تھا۔ اب نہ دن ویسے رہیں گے نہ راتیں۔"

لومڑ جل کر بولا، "ہاں، اب نہ دن ویسے رہیں گے نہ راتیں۔ اب ہم سکوں سے زندگی بسر کریں گے اور

کوئی ہماری چیز نہ چرائے گا۔"

بھیڑیے کو بھوک لگنے لگی۔ وہ بولا، "ناشتے کے متعلق کیا خیال ہے؟ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ آؤ کچھوے

صاحب! بڑے مزیدار سمو سے ہیں آج۔"

لیکن کچھو خرگوش کو مزے اڑاتا دیکھ چکا تھا۔ وہ پانی میں جا کر ہنسنے لگا۔

"ارے ہمارے سمو سے کہاں ہیں؟" بھیڑیے اور لومڑ نے ایک ساتھ کہا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو

چالاک خر گوش کے کارنامے

گھورنے لگے۔

"میرے سمو سے تم نے کھائے ہیں۔ بھیڑ یا غرا کر بولا۔

"میں نے نہیں تم نے۔" لومڑ چلایا۔

"نہیں تم نے۔ جب میں مچھلی پکڑ رہا تھا، تم نے ان پر ہاتھ صاف کر دیا۔ میں تمہاری چالاکیوں کو خوب

جانتا ہوں۔" اور غصے میں بھیڑیے نے لومڑ کو ایک پنچہ مارا۔

لومڑ چلایا، "بکواس بند کرو۔ پہلے تم نے میرے سمو سے کھائے۔ پھر مجھے مارنے بھی لگے۔"

بھیڑیے نے غراۓ ہوئے کہا، "ہاں اب تم کہو گے کہ خر گوش کھا گیا ہے۔"

دونوں گتھم گتھا ہو گئے اور لڑتے لڑتے پانی میں جا گرے۔ پاس ہی کھڑے کچھوے نے یہ منظر دیکھ کر

ایک قہقہہ لگایا اور تیرتا ہوا دور نکل گیا۔

وہ دونوں بھی تیرتے ہوئے کنارے پر آئے۔ سب سے پہلے ان کی نظر جس چیز پر پڑی وہ خر گوش تھا، جو

ان کے آخری سمو سے کو ہڑپ کر رہا تھا۔

لومڑ نے چلا کر کہا، "پکڑو! یہ چور ہمارے سمو سے کھا گیا ہے۔"

وہ دونوں دوڑے، لیکن خر گوش بچ کر نکل گیا۔

بھیڑیے کا ناشتہ

بھیڑیا اور لومڑ دن بھر کے تھکے ہارے مچھلیاں پکڑ کر گھر لوٹے تو رستے میں انہیں ایک جھاڑی کے نیچے

خر گوش سویا ہوا مل گیا۔ بھیڑیے کی نظر پہلے پڑی۔ اس نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا، "تمہارے خیال

میں وہ سو رہا ہے یا بہانہ بنا رہا ہے کہ ہم اس کے نزدیک آئیں اور وہ چھلانگ مار کر بھاگ نکلے۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

لومڑ نے کہا، "یہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں بھیا بھیرے۔ تم دوسری طرف چلے جاؤ، پھر ہم دونوں جھپٹیں گے۔ بد معاش بہت دن مزے کرتا رہا۔ اب ہاتھ آیا ہی سمجھو۔"

ایک طرف سے بھیرے یا اور دوسری طرف سے لومڑ جھپٹا۔ بھیرے نے خرگوش کو پکڑ لیا اور خوشی سے چلا کر بولا، "ہا ہا ہا! آخر پکڑ لیا تمہیں۔"

خرگوش کی آنکھ کھل گئی، لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ وہ بہت ڈر گیا۔ اس نے گڑ گڑا کر کہا، "خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔۔ مجھے جانے دو۔"

لومڑ بولا، "کہاں جانے دیں؟ آج تمہارے کباب بنائے جائیں گے سمجھے۔"

بھیرے یا خوش ہو کر بولا، "آج دوپہر کو مچھلی پکائیں گے اور کل ناشتے میں خرگوش کے کباب بنائیں گے۔" لومڑ ہونٹ کاٹ کر بولا، "واہ! کیا عمدہ خیال ہے، لیکن ہم اسے گھر کیسے لے کر جائیں گے؟" ہمارے پاس پہلے ہی کافی سامان ہے۔"

بھیرے یا بولا، "ہم اسے اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے، بلکہ ایسے یہیں کہیں رکھ چھوڑیں گے۔" بھیرے یا اور لومڑ ادھر ادھر نظر دوڑانے لگے۔ لومڑ نے اشارہ کرتے ہوئے کہا، "اس غار کے متعلق کیا خیال ہے؟"

خرگوش نے فوراً کہا، "ہاں ہاں، مجھے اس غار میں بند کر دو اور اس کے منہ پر بڑا سا پتھر رکھ دو، تاکہ میں نکل نہ جاؤں۔"

بھیرے نے کہا، "بس بس۔ ہمیں تمہاری رائے کی ضرورت نہیں اور نہ ہم اتنے بے وقوف ہیں کہ تمہیں اس گھر میں بند کر دیں۔ کیوں بھیا لومڑ! وہاں سے یہ دو تین منٹ میں نہ نکل جائے گا؟"

چالاک خرگوش کے کارنامے

"ٹھیک ہے۔" لومڑا دھر اُدھر بے وقوفوں کی طرح دیکھ کر بولا، "دیکھو اس درخت میں ایک سوراخ

ہے۔ ہم اسے اس میں بند کر دیتے ہیں!"

"خدا کے لیے مجھے جانے دو اور اس سوراخ میں بند نہ کرو۔"

خرگوش بے چارگی سے منمنانے لگا، لیکن کسی نے اس کی بات نہ سنی۔ وہ دونوں خرگوش کو کھینچتے ہوئے

لے گئے اور سوراخ میں دھکیل کر اس پر بڑے بڑے پتھر رکھ دیے۔

بھیڑیا ہانپتے ہوئے بولا، "بھیا! کل کے ناشتے کا بھی انتظام ہو گیا۔"

وہ دونوں چلے گئے، لیکن انہیں پتہ نہ تھا کہ گیدڑ نے انہیں پتھر رکھتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ گیدڑ درخت

کے نزدیک آیا اور سو گھنٹے لگا۔ اسے کھانے کی خوشبو نہیں آئی۔ اندر خرگوش بیٹھا غمگین سا گیت گانے

لگا۔ گیدڑ آواز پہچان کر بولا، "بھیا خرگوش تم اندر کیا کر رہے ہو؟"

خرگوش خاموش ہو گیا۔ گیدڑ نے پھر کہا، "بھیڑیے نے کہا ہے کہ اس کا ناشتہ اندر رکھا ہے، کیا تم اسے کھا

رہے ہو؟"

خرگوش فوراً بولا، "ہاں ہاں۔۔۔۔۔ تم بھی آ جاؤ!"

گیدڑ کو بھوک لگ رہی تھی۔ وہ بے تاب سے بولا، "لیکن کیسے آؤں؟ مجھے تو کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔"

خرگوش بولا، "میری طرح تم بھی پتھر اٹھاؤ اور اندر آ جاؤ۔"

گیدڑ نے زور مار کر پتھر اٹھائے۔ اسی لمحے خرگوش بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلا۔ گیدڑ کو دھککا دے کر الگ

گرایا اور خود بھاگتا چلا گیا۔

"معاف کرنا بھیا۔" خرگوش دور سے بولا، "مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔ تم اندر جاؤ اور جو کچھ بچ رہا ہے

چالاک خرگوش کے کارنامے

کھالو۔"

گیدڑ نے اندر جا کر دیکھا، وہاں اسے کچھ بھی نظر نہ آیا۔ وہ ناراض ہو کر بولا، "کمینہ کہیں کا، سب کچھ خود

کھا گیا۔ ابھی جا کر بھیڑیے سے شکایت کرتا ہوں۔"

اتنے میں بھیڑیا بھی خرگوش کو لینے کے لیے واپس آ گیا۔

گیدڑ نے کہا، "خرگوش تمہارا ناشتہ ہڑپ کر گیا ہے، جو تم نے درخت میں چھپا کر رکھا تھا۔"

بھیڑیا رک گیا اور حیرانی سے گیدڑ کو دیکھ کر کہنے لگا، "تمہیں کیسے پتہ چلا؟"

گیدڑ بولا، "جو نہی میں نے پتھر ہٹائے۔۔۔۔۔"

"کیا کہا،" بھیڑیا غرّا کر گیدڑ پر جھپٹا اور اس نے گیدڑ کی اتنی پٹائی کی کہ وہ غریب مرنے کے قریب ہو

گیا۔

تب سے گیدڑ بھیڑیے سے دور رہتا ہے اور جب اسے وہ پٹائی یاد آتی ہے، وہ دور سے چلّانے لگتا ہے۔ ہاؤ،

ہاؤ، ہو ہو۔

ریچھ پانی میں غوطے کھانے لگا

ایک دن ریچھ نے بھیڑیے اور لومڑی کی دعوت کی اور اس میں خرگوش کو بھی بلایا۔ لومڑی نے کہا، "اگر تم

خرگوش کو بلارہے ہو تو کچھ مت پکاؤ۔ بس تین رکابیاں اور چھڑی کانٹے لے آؤ اور ایک برتن میں پانی

ابلنے کو رکھ دو۔"

بھیڑیے نے کہا، "اُسے یہ مت بتانا کہ ہم اُس کا انتظار کر رہے ہیں۔"

ریچھ خرگوش کے مکان پر گیا اور دروازے پر دستک دی اور بولا، "خرگوش بھئیّا، خرگوش بھئیّا!"

چالاک خرگوش کے کارنامے

خرگوش اندر سے بولا، "کون ہے؟"

"میں ہوں ریچھ۔ تمہاری دعوت کرنے آیا ہوں۔"

"دعوت؟ کسی دعوت اور کس خوشی میں؟" خرگوش نے حیرانی سے پوچھا۔

"ارے! کل جنگل کے جانوروں میں صلح ہو گئی ہے۔ سوچا اس خوشی میں تمہاری دعوت کر ڈالوں۔"

ریچھ نے باہر سے کہا۔

خرگوش کے منہ میں پانی بھر آیا۔ بے صبری سے بولا، "کیا پکار ہے ہو؟"

ریچھ نے کہا، "مٹر پلاؤ اور سمو سے۔"

خرگوش ہونٹ چاٹتا ہوا بولا، "اچھا اچھا، ضرور آؤں گا۔"

ریچھ کے جانے کے بعد خرگوش نے غور کرنا شروع کیا۔ جتنا وہ سوچتا اتنا ہی اس کے دل میں شک بڑھ

جاتا۔

وہ بڑبڑانے لگا، "ریچھ اور میری دعوت کرے؟ کتنی عجیب بات ہے۔ خیر میں جاؤں گا اور صحیح سالم واپس

آؤں گا، چاہے ریچھ کچھ منصوبے بنائے۔"

خرگوش ریچھ کے مکان پر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ چینی سے دھوئیں کا ایک بادل نکل رہا ہے۔

خرگوش نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ ایک بڑے دیگے میں پانی اُبل رہا تھا اور میز پر تین رکابیاں،

چھڑی کانٹے اور چمچے رکھے ہوئے تھے۔ خرگوش سمجھ گیا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ اس نے مکان کا

دروازہ کھٹکھٹایا۔

ریچھ نے فوراً دروازہ کھول دیا اور بولا، "آ جاؤ۔ کھانا تیار ہے۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

لیکن خرگوش اندر نہیں گیا۔ باہر سے بولا، "بھتیہا ریچھ! تم نے مچھلی کا شور بہ نہیں پکایا۔ میں مٹر پلاؤ شور بے کے ساتھ کھاتا ہوں۔"

ریچھ نے کہا، "تم ذرا کھا کر دیکھو کتنا مزیدار پلاؤ ہے۔"

خرگوش نے کہا، "میں شور بے کے بغیر پلاؤ نہیں کھاتا۔ مجھے معلوم ہوتا تو میں خود مچھلی پکڑ لاتا۔ پرانے کنویں میں بہت سی جھینگا مچھلی ہے۔"

ریچھ نے حیرانی سے کہا، "لیکن جھینگا مچھلی تو سمندر میں ہوتی ہے۔"

"ہاں ہاں۔" خرگوش نے جلدی سے کہا، "ضرور ہوتی ہوں گی، لیکن وہ ایسی نہیں جیسی میں نے دیکھی ہیں۔ اب جلدی سے جال لے آؤ۔"

ریچھ کو خرگوش کی بات بالکل پسند نہ آئی۔ وہ جال لے کر باہر آیا اور خرگوش کے ساتھ چلا۔ خرگوش نے کہا، "بھتیہا ریچھ! پلاؤ کا لطف تو شور بے کے ساتھ ہے۔"

"خیر، اب شور بہ بھی بن جائے گا۔" ریچھ غرا کر بولا۔

وہ دونوں کنویں پر پہنچے۔ ریچھ نے جھانک کر دیکھا۔ وہاں اسے کوئی مچھلی نظر نہ آئی۔

"یہاں تو کوئی مچھلی نظر نہیں آتی۔" ریچھ نے کہا۔

خرگوش نے فوراً کہا، "بھتیہا! تمہاری بینائی کمزور ہے۔ وہ دیکھو ایک مچھلی ہے۔۔۔۔۔ یہ ایک اور۔۔۔۔۔"

یہ ایک اور رہی۔"

ریچھ نے پھر غور سے دیکھا۔ خرگوش چلا کر بولا، "ارے کتنی بہت سی مچھلیاں آئی ہیں۔ بھتیہا جلدی سے

جال ڈالو۔ پکڑو انہیں جلدی۔"

چالاک خرگوش کے کارنامے

ریچھ نے فوراً اپنا جال پانی میں ڈال دیا۔ وہ پوری طرح نیچے نہ پہنچ سکا۔

ریچھ نے کہا، "بھیا! میں اور جھٹکتا ہوں۔ تم میرے پاؤں پکڑ رکھو۔"

جو نہی ریچھ اور جھکا، خرگوش نے اسے دھکا دے دیا۔ ایک زور کا چھپکا ہوا اور ریچھ پانی میں غوطے کھانے لگا۔

"اوبل۔ بل۔ بل۔ بڑ۔" ریچھ کے منہ سے عجیب سی آواز نکلی۔

بھیا! تم نے مجھے کیوں دھکا دیا؟ یہاں کوئی مچھلی نہیں ہے۔ باہر نکالو مجھے۔"

خرگوش نے کہا، "اچھا بھیا! تم نہاتے رہو۔ میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ!"

وہ اچھلتا کودتا ریچھ کے مکان پر پہنچا اور دروازے سے منہ لگا کر چلایا، "ارے! کوئی ہے یہاں؟ بھیا ریچھ

نے بہت سی مچھلیاں پکڑ لی ہیں اور وہ تمہاری مدد چاہتا ہے۔"

لومڑا اور بھیڑیا ریچھ کی امداد کرنے کنویں پر پہنچے، لیکن انہوں نے وہاں دیکھا کہ ریچھ خود پانی میں مچھلی

کی طرح تیر رہا ہے۔

خرگوش نے پھر کہا، "اسے باہر نکال کر گرما گرم سموسے کھانا اور مٹر پلاؤ بھی اور اسے کہنا کہ مچھلی کے

شور بے کے بغیر پلاؤ مزہ نہیں دیتا۔"

اور جب انہوں نے ریچھ کو بھیجا اور سردی سے ٹھٹھا ہوا باہر نکالا تو خرگوش کو اس کا حال دیکھ کر اتنی ہنسی

آئی کہ وہ پیٹ پکڑ کر لوٹنے پوٹنے لگا۔

خرگوش نے ریچھ کو گھڑی بھیجی

چالاک خرگوش کے کارنامے

بے چارہ بچہ کافی دنوں تک سخت بیمار رہا۔ اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ خرگوش کو ضرور سزا دے گا۔ وہ جیسے ہی تندرست ہوا، اس نے خرگوش کا پیچھا کرنا شروع کیا۔ خرگوش باغ میں جاتا تو بچہ وہاں ٹہل رہا ہوتا۔ وہ ندی میں نہانے جاتا تو بچہ کسی درخت کے پیچھے گھات لگائے بیٹھا ہوتا۔ وہ جنگل میں جاتا تو بچہ وہاں بھی موجود ہوتا۔ شروع شروع میں خرگوش اسے مذاق سمجھا۔ اس نے بچہ کو اتنے چکر دیے اور اتنا بھگایا دوڑایا کہ بچہ تھک گیا، لیکن اس نے پیچھا نہیں چھوڑا۔ پھر تو خرگوش کافی پریشان ہوا اور بچہ سے پیچھا چھڑانے کی ترکیبیں سوچنے لگا۔ آخر ایک بات اس کے ذہن میں آئی۔ وہ ایک گھڑی فروش کی دکان پر گیا اور بولا، "بھیا! ایسی گھڑی دکھائیے جو خوب شور مچاتی ہو۔"

دکاندار ایک بڑی سی گھڑی لایا جو خوب شور مچاتی تھی اور اس کی آواز دور دور تک صاف سنائی دیتی تھی۔ خرگوش نے خوشی خوشی گھڑی خریدی اور ڈاک خانے جا کر بھیا بچہ کو پارسل بنا کر بھیجی اور اس میں ایک خط بھی رکھ دیا:

پیارے بھیا بچہ!

یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی کہ تم خرگوش کا پیچھا کر رہے ہو۔ انعام کے طور پر یہ گھڑی قبول کر لو۔

موسیٰ بلی

بھیا بچہ حیران بھی ہوا اور خوش بھی۔ وہ گھڑی کو بہت دیر تک بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ وہ بار بار گھڑی کی آواز سنتا اور خوش ہوتا۔ اس نے گھڑی جیب میں رکھ لی اور سوچنے لگا کہ خرگوش پکڑنے کے بعد موسیٰ بلی

چالاک خرگوش کے کارنامے

کو ضرور دعوت دے گا۔

اُدھر خرگوش کی یہ ترکیب بڑی کامیاب رہی۔ اسے اب رپچھ کی طرف سے کوئی پریشانی نہیں رہی۔ وہ جہاں بھی "ٹک ٹک ٹک" کی آواز سنتا، فوراً سمجھ جاتا کہ یہاں بھتیار رپچھ چھپے بیٹھے ہیں اور وہ زور سے چلاتا، "بھتیار رپچھ کو دیکھ لیا ہے۔ ہی ہی ہرے!"

اور رپچھ حیران رہ جاتا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ خرگوش اسے گھنے درختوں، غاروں اور پتھروں کے پیچھے کیسے دیکھ لیتا ہے۔ دو تین ہی ہفتوں میں رپچھ نے پیچھا کرنا چھوڑ دیا۔ لومڑ نے وجہ دریافت کی تو بولا، "خرگوش کی نظر عقاب سے بھی زیادہ تیز ہے۔ وہ درختوں کے پیچھے، چٹانوں کے اندر، دیواروں کے پیچھے سب جگہ دیکھ سکتا ہے۔"

"اچھا! لومڑ نے حیرانی سے کہا، "آج میں بھی دیکھوں گا۔"

وہ دونوں ایک موٹی سی دیوار کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ خرگوش اچھلتا کودتا جب وہاں سے گزرا تو اس نے بھتیار رپچھ کی گھڑی کی آواز سنی "ٹک ٹک ٹک" اور جب اس نے لومڑ کے پنوں کے نشانات دیکھ تو فوراً سمجھ گیا کہ آج لومڑ بھی بھتیار رپچھ کے ساتھ ہے۔

"خیر! آج میں دونوں کو مزہ چکھاتا ہوں۔" خرگوش بڑبڑاتا ہوا ندی پر گیا اور وہاں سے ایک بالٹی بکچڑ کی بھر کے لے آیا اور پھر دیوار پر سے چلا کر بولا، "بھتیار رپچھ کو دیکھ لیا۔ ہی ہی ہرے۔ بھتیا لومڑ کو دیکھ لیا۔ ہی ہی ہرے!"

اور جو نہی لومڑ اور رپچھ نے اپنی اپنی تھو تھنیاں اوپر اٹھا کر دیکھا۔ خرگوش نے اُن کے اوپر کچھڑ پھینک دیا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

اُن دونوں کے سوٹ خراب ہو گئے اور اُن کی ناک، منہ، آنکھوں سب میں کیچڑ بھر گیا۔
اس سے پہلے وہ آنکھیں کھول سکتے خرگوش وہاں سے جا چکا تھا۔

شیر کے دربار میں

جنگلی جانوروں کو بے وقوف بنانا کے خرگوش کچھ مغرور ہو چلا تھا اور خاص طور پر جب سے اس نے میاں آدم جی سے بازی جیتی تھی، تب سے اس کے قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ سب جانور اس سے سخت نالاں تھے۔

انہوں نے شیر سے خرگوش کی شکایت کی اور خوب نمک مرچ لگا کر اس کی شرارتیں بیان کیں۔ شیر کو بھی تعجب ہوا۔ اس نے خرگوش کی سوجھ بوجھ آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔

اگلے روز جب شیر کا دربار لگا تو خرگوش کو کتے کے برابر میں جگہ ملی۔ سب لوگ شیر کے سامنے اپنی اپنی ضروریات اور تکلیفیں بیان کر رہے تھے۔ دربار میں کافی شور تھا۔ جب بھی کوئی جانور کچھ کہتا، اسے پوری آواز سے چلانا پڑتا۔

جب کتے کی باری آئی، اس نے زور زور سے بھونکنا شروع کیا۔ خرگوش اس کے نوکیلے دانت دیکھ کر ڈر گیا۔ جب بھی کتا زور سے بھونکتا، خرگوش ڈر کر اچھلتا اور پھر ڈبک کر بیٹھ جاتا۔ ہوتے ہوتے سب جانوروں کی نظر خرگوش پر پڑی۔ وہ سب یہ تماشا دیکھ کر ہنسنے لگے۔

اب کتا یہ سمجھا کہ وہ اس پر ہنس رہے ہیں۔ وہ غصے سے پاگل ہو گیا اور غرّانے لگا۔ جس سے خرگوش اتنا ڈرا کہ وہ اپنی جگہ سے لڑھک گیا اور کرسی کے نیچے ڈبک کر بیٹھ گیا۔

دربار میں ایک ہنگامہ مچ گیا۔ لوگ ہنس رہے تھے۔ تالیاں بجا رہے تھے۔ آخر شیر کو مدخلت کرنی پڑی۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

سب جانور خاموش ہوئے۔ خرگوش بھی باہر نکلا اور اس نے ایک زوردار تقریر کر ڈالی۔ اس نے تجویز پیش کی کہ کتا دربار کے آداب سے واقف نہیں ہے، اس لیے اس کے ہونٹ سی دینے چاہئیں، تاکہ کوئی دربار میں ایسی گستاخی نہ کر سکے۔ سب جانور کتے سے نفرت کرتے تھے، اس لیے سب نے تجویز پُر زور حمایت کی۔ شیر نے کہا، "اس تجویز کو کون پورا کرے گا؟"

لو مڑنے جھٹ سے کہا، "جو تجویز پیش کرتا ہے، وہی اسے پورا بھی کرے گا۔"

بے چارے خرگوش کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ دراصل کتے کے نوکیلے دانتوں سے وہ بہت ڈرتا تھا۔ وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا۔ پھر بولا، "مجھے ایک سوئی دیجیے۔"

رہچھ نے فوراً کار سے سوئی نکال کر خرگوش کو دے دی۔ خرگوش بولا، "مجھے دھاگا بھی دیجیے۔"

رہچھ نے اپنی پوستین سے ایک لمبا سادھا گانگالا اور خرگوش کو دے دیا۔ اب خرگوش بہت سٹپٹایا۔ اسے

بچ نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آیا۔ کچھ دیر سوچتا رہا۔ اپنی ناک کھجائی اور سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا، "ہاں،

اب میں بالکل تیار ہوں۔ تم میں سے کوئی کتے کے پنچے پکڑ لے۔ میں اس کا منہ سی دیتا ہوں۔"

شیر خرگوش کی چالاکی پر مسکرایا، لیکن کچھ نہیں بولا۔

خرگوش نے پھر کہا، "بھئیارہ پچھو! آؤ تم میری مدد کرو۔"

رہچھ کے حواس گم ہو گئے۔ وہ کتے سے بہت ڈرتا تھا۔

"میری بیوی سخت بیمار ہے۔ میں اس کی دوا لینے جا رہا ہوں۔" وہ چپکے سے باہر کھسک گیا۔

"اوہ۔" خرگوش بولا، "رہچھ تو کتے سے ڈر گیا۔ بھئیابھیڑیے! تم کتے کے ہاتھ پکڑو۔"

"میرے پاؤں میں صبح کا ٹاچھ گیا تھا۔" بھئیابھی دربار سے باہر نکل گیا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

"بھئیالو مڑ! تمہارا کیا خیال ہے؟"

لو مڑ اٹھتے ہوئے بولا، "مجھے گھر پر ضروری کام ہے۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔"

وہ باہر چلا گیا۔

خرگوش نے غصے میں آکر سوئی پھینک دی اور بولا، "جب کوئی میری مدد نہیں کرنا چاہتا تو میں کیوں کتے کا

منہ سینٹا پھروں؟"

خرگوش غصے سے پیر پختا ہوا دربار سے باہر نکلا اور اپنے گھر چلا گیا۔ اُسے ایک دن اچھا سبق مل گیا تھا، یعنی

جو کوئی غرور کرتا ہے، کبھی نہ کبھی اسے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اس نے دل میں ٹھان لیا کہ چاہے کچھ

بھی ہو، وہ شیر کو ضرور مزہ چکھائے گا۔ کیوں کہ بھرے دربار میں شیر نے اس کی بے عزتی کی ہے۔

خرگوش نے شیر کو درخت سے باندھ دیا

ایک دن وہ جنگل میں اچھلتا کودتا جا رہا تھا کہ شیر سے اس کی ٹکڑ ہو گئی۔ شیر نے گرج کر پوچھا، "کیا بات

ہے، تم کہاں بھاگے جا رہے ہو؟"

خرگوش بدحواسی سے بولا، "بھاگیے سرکار، بڑی زور کی آندھی آرہی ہے۔ درخت گر رہے ہیں اور جانور

اُڑے جا رہے ہیں۔"

شیر بولا، "میں اتنا بھاری ہوں کہ تیزی سے دوڑ نہیں سکتا۔"

خرگوش جھٹ بولا، "میں آپ کو درخت سے باندھ دیتا ہوں سرکار۔ پھر آپ بالکل نہیں اُڑ سکیں گے۔"

"اچھا، جلدی کرو۔" شیر نے بے صبری سے کہا۔

خرگوش نے جیب سے ڈوری نکالی اور شیر کو کس کر درخت سے باندھ دیا۔ پھر اس نے جیب سے شیشہ اور

چالاک خرگوش کے کارنامے

کنگھا نکالا، اپنے بال درست کیے اور گیت گنگنانے لگا۔ شیر کچھ دیر تو یوں ہی کھڑا رہا، پھر اس نے پوچھا،

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو، بھاگتے کیوں نہیں؟"

"میں یہاں آپ کی حفاظت کروں گا۔" خرگوش بولا۔

کافی دیر گزر گئی، شیر بولا، "ابھی تک تو کوئی آندھی نہیں آئی۔"

"میں بھی حیران ہوں۔" خرگوش بولا۔

"تو پھر مجھے کھول دو۔"

"یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔" خرگوش بے فکری سے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔ شیر غصے سے

دھاڑنے لگا۔ اس کی آواز سن کر جنگل کے سب جانور گھروں سے نکل آئے اور تماشا دیکھنے لگے۔

شیر نے حکم دیا، "بھیڑیے! تم آگے آؤ اور مجھے کھول دو۔"

خرگوش نے فوراً کہا، "اگر تم آگے آئے تو میں تمہیں بھی باندھ دوں گا۔"

بھیڑیا سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔

شیر نے ریچھ کو حکم دیا، "تم آکر مجھے کھول دو۔"

خرگوش نے فوراً کہا، "شاباش آگے آجاؤ۔ ہاں ڈرو نہیں۔"

ریچھ بھی ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ سب جانور سہم ہوئے کھڑے دیکھتے رہے، لیکن کسی کو آگے آنے کی ہمت

نہیں ہوئی۔ جو غریبوں کو ستانے میں پیش پیش ہوتے ہیں، ان کے دل ذرا کمزور ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ

مصیبت آنے پر نہ کسی کی مدد کرتے ہیں اور نہ کوئی ان کی مدد کو آتا ہے۔

خرگوش نے کہا، "تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ میں صرف چالاک ہی نہیں طاقتور بھی ہوں۔ اب تم اپنے اپنے

چالاک خرگوش کے کارنامے

گھروں کو لوٹ جاؤ۔ ورنہ تمہیں بھی شیر کے ساتھ باندھ دوں گا۔

سب جانور خاموشی سے لوٹ گئے۔ کچھ اور بیگتا ہو آگے آیا اور بولا، "یہ تم نے کس جرم کی سزا دی ہے شیر کو؟"

خرگوش اس کا ہاتھ تھام کر بولا، "بھرے دربار میں میری بے عزتی کی تھی۔ آج اس کی سزا پارہا ہے۔" کمزور اور مظلوم ظالم کی غلطیوں کو کبھی معاف نہیں کرتے۔ موقع ملتے ہی وہ اپنا بدلہ ضرور اتارتے ہیں۔ اب شیر بندھا ہوا بے بس کھڑا تھا۔

خرگوش اور کچھو ا جانے کے لیے مڑے۔ شیر پھر بولا، "مجھے کھول دو، ورنہ پکچا چبا جاؤں گا۔" خرگوش جاتے ہوئے بولا، "کچھ دیر اور بندھے رہو، پھر تم کسی کو نہ کھا سکو گے۔" وہ اسے چھوڑ کر چل دیا۔ ظالم شیر وہاں کتنے ہی دن بندھا رہا اور اسی حالت میں مر گیا۔

آہ! اس میں زہر تھا

ایک دن خرگوش کو گوشت کا بہت بڑا ٹکڑا راستے میں پڑا ہوا ملا۔ وہ سے لے جانے والا ہی تھا کہ کہیں سے بھیڑیا آٹکا۔

اس نے خوش دلی سے پوچھا، "کیسے مزاج ہیں خرگوش بھتیہ؟"

لیکن جونہی اس کی نظر گوشت پر پڑی، اس کا لہجہ بدل گیا، "واہ کتنا عمدہ گوشت ہے! یا تو سیدھے طریقے سے تم یہ مجھے دے دو ورنہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اسے کیسے لے جا سکتے ہو۔"

یہ کہتے ہی وہ گوشت کے حصے بخرے کرنے بیٹھ گیا۔ خرگوش بے چارہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا۔ اسے ایک ترکیب سوچھی۔ اس نے گوشت کے گرد دو تین چکر لگائے۔ اسے زور زور سے کئی بار سونگھا

چالاک خرگوش کے کارنامے

اور بولا، "بھیا بھیرے! کیا یہ گوشت تمہیں ٹھیک معلوم ہوتا ہے؟"

بھیرے نے کوئی جواب نہیں دیا۔

خرگوش نے گوشت کے گرد ایک اور چکر لگایا اور اسے پنچے سے چھو کر دیکھا۔ پھر ایک زوردار ٹھوکر لگا کر

بولا، "بھیرے! مجھے اس سے سڑی ہوئی بو آرہی ہے۔ تمہیں یہ کیسا معلوم دیتا ہے؟"

بھیرے نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔

خرگوش نے کہا، "اچھا، تم مانویانہ مانو۔ میں سو گھنے میں غلطی نہیں کرتا۔ یہ زہریلا گوشت ہے۔ اسے کھا

کر تم بیمار ہو جاؤ گے۔"

خرگوش نے کچھ لکڑیاں اکھٹی کیں اور آگ جلائی۔

بھیرے نے پوچھا، "تم یہ کیا کر رہے ہو؟"

خرگوش نے کہا، "بس دیکھتے جاؤ۔ میں ابھی دیکھتا ہوں کہ یہ گوشت کیسا ہے۔"

پھر اُس نے گوشت کا ایک ٹکڑا بھونا۔ پھر اُسے سو گھٹا اور چکھا۔ پھر سو گھٹا پھر چکھا، یہاں تک کہ وہ سارا

ٹکڑا ہڑپ کر گیا۔

پھر وہ اٹھ کر ایک طرف چلا گیا، جیسے اسے کسی چیز کا انتظار ہو۔ بھیرے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ اچانک

خرگوش نے ایک چیخ ماری اور سینہ پکڑ کر لوٹنے پوٹنے لگا۔ اس نے چیخ کر کہا، "بھیا بھیرے خاں، اس

میں۔۔۔۔۔ آہ! اوہ۔۔۔۔۔ اس میں زہر تھا۔۔۔۔۔ اب جلدی سے بھاگ کر ڈاکٹر کو بلا لاؤ۔۔۔۔۔"

بچاؤ۔۔۔۔۔ آہ!"

بھیرے یاد دوزتا ہوا ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ جو نہی وہ نظروں سے غائب ہوا۔ خرگوش جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا

چالاک خرگوش کے کارنامے

اور سارا گوشت اٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔

بھیڑیا جب واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہاں نہ خرگوش ہے نہ گوشت۔

ہفتے بھر خرگوش کے مکان سے طرح طرح کی لذیذ خوش بوئیں آتی رہیں اور بھیڑیا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا۔

ایک دن اسے راستے میں خرگوش مل گیا۔ بھیڑیے نے غصے سے کہا، "اے خرگوش! تمہیں مجھے یوں دھوکہ دے کر شرم نہ آئی۔"

خرگوش نے آنکھیں مل مل کر کئی بار بھیڑیے کو دیکھا، پھر جوش کے ساتھ بولا، "اٹھا! یہ تم ہو بھیڑیے بھیتا! بہت دنوں بعد نظر پڑے۔ عید کا چاند ہو گئے ہو۔ بھابھی اور بچے کیسے ہیں؟"

بھیڑیے نے کہا، "ان سب کو تمہارا انتظار ہے۔"

بھیڑیا خرگوش کو پکڑنے کے لیے دوڑا۔ ٹھیک اُس وقت جب بھیڑیا خرگوش کو پکڑنے ہی والا تھا، خرگوش لپک کر ایک کھوکھلے تنے میں گھس گیا اور تیر کی طرح دوسری طرف سے نکل کر جنگل میں غائب ہو گیا۔ بھیڑیے نے خرگوش کو تنے سے نکلتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور نہ اسے پتہ تھا کہ دوسری طرف بھی سوراخ ہے۔

وہ جلدی سے گھاس پھونس اور لکڑیاں اکٹھی کر کے لایا اور اسے آگ لگا دی۔ لکڑیاں جلیں اور اس کے ساتھ ہی کھوکھلا تنہا بھی جل کر راکھ ہو گیا۔

خرگوش قہقہے لگا رہا تھا

چالاک خرگوش کے کارنامے

بھیڑیا خوش خوش گلشن بیگم کے گھر پہنچا، لیکن اس نے جیسے ہی اندر قدم رکھا اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ خرگوش گلشن بیگم کے بچوں کے ساتھ بیٹھا ہوا قہقہے لگا رہا تھا۔ بھڑیے کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ اس نے کئی بار آنکھیں مل مل کر دیکھا کہ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا، لیکن نہیں، خرگوش زندہ تھا۔ خرگوش بھڑیے کو دیکھ کر اس کے قریب آیا اور بولا، "بھڑیے بھڑیے! تم نے جو سلوک مجھ سے کیا ہے، اس کا بہت بہت شکریہ! تم نے دوستی کا حق خوب نبھایا ہے۔"

بھیڑیا حیرانی سے خرگوش کو دیکھنے لگا۔ خرگوش نے پھر کہا، "تم نے مجھے جلا کر بہت مہربانی کی۔ اگر اب بھی موقع ملے تو مجھے ضرور جلانا۔"

بھڑیے نے حیران ہو کر پوچھا، "وہ کیوں؟"

خرگوش ہنسا، "میں تمہیں ضرور بتاتا، لیکن تم دوسروں کو بتاتے پھرو گے۔"

بھڑیے نے بے صبری سے کہا، "نہ نہ بھڑیے! یقین کرو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ اپنی بوڑھی بیگم کو بھی نہیں۔"

خرگوش بھڑیے کے اور نزدیک کھسک آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا، "جب درخت جلتا ہے تو اس کے اندر کا گوند پگھل جاتا ہے۔ اگر کوئی ذرا سا گوند کھالے تو اس پر آگ اثر نہیں کرتی۔"

بھیڑیا بہت حیران ہوا۔ اسے یقین ہو گیا کہ خرگوش صحیح کہتا ہے۔ اس نے خرگوش سے درخواست کی،

"بھڑیاجی! مجھے بھی کسی کھوکھلے تنے کا پتہ بتاؤ۔"

خرگوش نے فوراً کہا، "ہاں ہاں، ابھی چلو۔"

چالاک خر گوش کے کارنامے

خر گوش اسے لے کر ایک تنے کے پاس پہنچا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ تنادوسری طرف سے بند ہے۔ بھیڑیا پھنس پھنسا کر درخت میں بیٹھ گیا۔ خر گوش نے درخت کو پتوں سے ڈھانپ دیا اور سوراخ کا منہ اچھی طرح پتھروں سے بھر دیا۔ تاکہ بھیڑیا باہر نہ نکل سکے۔ پھر اس نے پتوں کو آگ لگا دی۔ جلد ہی بھیڑیا چلانے لگا، "اوہ بھیتا! بڑی گرمی لگ رہی ہے۔ اوہ! ابھی تک گوند بھی نہیں نکلا۔ خر گوش درخت پر اور پتے ڈال کر بولا، "جلدی نہ کرو۔ گوند اب نکلنے ہی والا ہے۔" درخت جلنے لگا۔ بھیڑیے کا دم گھٹنے لگا۔ وہ پھر چیخا، "یہاں بہت گرمی ہو گئی ہے بھیتا! ابھی تک گوند بھی نہیں نکلا۔"

خر گوش نے اور پتے درخت پر ڈال دیے اور بولا، "صبر کرو، اب نکلنے ہی والا ہے۔" بھیڑیا جلنے لگا۔ وہ تکلیف سے چلانے لگا، "بچاؤ۔ بچاؤ مجھے۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ میں مرا۔ اوہ! ہو ہو ہو۔" خر گوش نے ایک قہقہہ لگایا اور چلایا، "ہاں، یہی تمہارا انجام ہے۔ گوند نکل رہا ہے نا؟" لیکن اس وقت تک بھیڑیے کا دم نکل چکا تھا۔ وہ آگ میں جل کر کباب ہو چکا تھا۔

ریچھ کو بھی غار میں دھکیل کر بند کر دیا

ایک دن ہوا تیز چل رہی تھی۔ جانے خر گوش کو کیا سوچھی کہ اس نے اپنا کوٹ اتار کر اسے ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ بادبان کی طرح اس میں ہوا بھر گئی اور بھیتا خر گوش کو غبارے کی طرح اڑالے گئی۔ اسے بڑا مزہ آ رہا تھا۔ وہ اڑتا ہوا کبھی ایک جگہ جاتا، کبھی دوسری جگہ۔ اچانک اس کی ٹکڑ ریچھ سے ہو گئی۔ ریچھ دھم سے زمین پر گر پڑا۔ چاروں خانے چت۔

خر گوش سہم سا گیا۔ ریچھ نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا اور جھنجھوڑ کر بولا، "کیوں بھاگے جا رہے ہو۔ آخر

چالاک خرگوش کے کارنامے

کیا مصیبت آپڑی ہے؟

خرگوش کانپتے ہوئے بولا، "بھاگیے بھتیاجی! میاں آدم شکاری کتوں کے ساتھ چلے آ رہے ہیں۔"

"ہائے اب کیا کریں؟" گھبراہٹ کے مارے ریچھ کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔

"بھاگیے تیزی سے۔ نہیں تو جان کی خیر نہیں بھتیاجی!"

خرگوش بھاگا، ریچھ اس کے پیچھے پیچھے بھاگا۔ کچھ دور چل کر اس کی ہمت جواب دے گئی۔ وہ زمین پر بیٹھے

ہوئے بولا، "مجھ سے تو بھاگا بھی نہیں جا رہا ہے۔ اب کتے میری بوٹیاں نوچ لیں گے۔"

اور ریچھ تو سچ مچ رونے لگا۔ خرگوش نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا، "اس غار میں چھپ جائیے بھتیاجی! میں

اس کے منہ پر بھاری سا پتھر رکھ دوں گا۔ پھر آپ بالکل محفوظ ہو جائیں گے۔"

ریچھ آہستہ آہستہ غار تک پہنچا۔ اس کا دہانہ بہت تنگ تھا، اس لیے اسے چپک کر اندر جانا پڑا۔ خرگوش

نے پتھر سے غار کا منہ بند کر دیا اور بولا، "اب مزے کرو میں چلتا ہوں۔"

ریچھ نے تنگ غار میں ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار کر کہا، "یہاں مزے کہاں بھتیاجی؟ مجھے تو سخت تکلیف

محسوس ہو رہی ہے۔"

ریچھ سے نمٹ کر وہ جانے ہی والا تھا کہ لومڑ کو دیکھ کر اس کے ہوش و حواس اڑ گئے۔ لومڑ اس پر حملہ

کرنے ہی والا تھا۔ خرگوش نے ڈپٹ کر کہا، "خبردار! جو ہاتھ لگایا مجھے۔ دیکھتے نہیں۔ میں نے ابھی ریچھ کو

غار میں بند کیا ہے۔"

لومڑ خرگوش سے مرعوب ہو کر پیچھے ہٹا۔ خرگوش پھر بولا، پوچھ لو ریچھ سے۔ کیوں بھتیاجی میں نے ہی تمہیں

بند کیا ہے نا؟"

چالاک خرگوش کے کارنامے

اندر سے ریچھ کی آواز آئی، "ہاں، سچ کہتے ہو، لیکن اندر بہت گرمی ہے بھیا!"
خرگوش نے لومڑ سے کہا، "اب جان کی خیر چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ جلدی سے، ورنہ تمہیں بھی ریچھ کے
ساتھ بند کر دوں گا۔"

لومڑ سچ مچ ڈر گیا۔ وہ پیچھے مڑا ہی تھا کہ خرگوش چیخ کر بولا، "بھاگ جاؤ جلدی سے ورنہ تمہاری خیر
نہیں۔"

اور لومڑ سچ مچ بھاگ گیا۔

اندر سے ریچھ نے کہا، "ابھی تک کوئی کتا ادھر نہیں آیا۔"

خرگوش بولا، "اور نہ کوئی ادھر آئے گا۔"

"کیوں بھیا؟" ریچھ نے حیرانی سے پوچھا۔

"یوں ہی بس!" خرگوش رکھائی سے بولا۔

"تو پھر مجھے باہر نکالو۔"

"نہیں۔۔۔۔ میں نہیں نکالوں گا۔"

"کیوں۔" ریچھ نے پوچھا۔

خرگوش غصے سے بولا، "اس لیے کہ یہاں تمہارا مزار بنے گا بھیا جی۔ سمجھ گئے نا؟"

اور ریچھ کے سمجھ میں سب کچھ آگیا۔ اس نے بہت زور مارا، لیکن وہ تو اندر پھنسا ہوا کھڑا تھا۔

خرگوش اسے یوں ہی چھوڑ کر چلا گیا۔ کئی روز کے فاقے کے بعد ریچھ اسی غار میں مر گیا۔

تڑتڑتڑتڑ، کوئی سر پر تو کوئی منہ پر

چالاک خرگوش کے کارنامے

خرگوش نے اپنے دشمنوں سے نجات پالی تھی، لیکن تیسرا سب سے چالاک اور ہوشیار دشمن ابھی زندہ تھا اور اس کے لیے کسی بھی وقت خطرے کا باعث بن سکتا تھا۔ اُدھر شیر، بھیڑیے اور رپکھ کی موت کے بعد لومڑ بھی چوکنہ ہو گیا تھا۔ اس نے جان لیا تھا کہ خرگوش اگرچہ قدمیں بہت چھوٹا ہے، لیکن عقل میں کم نہیں۔ عقلمند دشمن کا وار گہرا بھی ہوتا ہے اور خطرناک بھی، چنانچہ لومڑ نے فوراً ایک چال چلی۔ وہ خرگوش کے مکان پر گیا اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔

"بھیا خرگوش! اے بھیا جی! اس نے دروازے سے منہ لگا کر کہا۔

"ہاں ہاں۔" خرگوش اندر سے بولا، "ابھی حاضر ہوا۔"

خرگوش دروازے کے پاس پہنچا اور زور سے بولا، "کیا بات ہے؟ کیسے تشریف لائے؟"

لومڑ نے کہا، "بھیا مجھے معاف کر دیجیے گا، آج تک بڑا دل دکھایا ہے آپ کا۔ آج تو دوستی کا پیغام لے کر آیا ہوں۔"

"ارے تو میں نے تمہیں دشمن کب سمجھا ہے؟" خرگوش چالاک سے مُسکرایا۔

وہ جانتا تھا کہ یہ سب بہانہ ہے۔ جیسے ہی دروازہ کھلے گا لومڑ اس پر جھپٹ پڑے گا۔ دھوکے بازوں کی نہ قسم کا کوئی اعتبار نہ دوستی کا۔

"تو پھر کل صبح ہمارے ساتھ سیر کو چلیے۔ نہر کے کنارے شلجموں کا بہت بڑا کھیت ہے۔ سیر بھی ہو جائے گی اور کھانے کا انتظام بھی۔"

"اچھا اچھا۔ کل سورج نکلنے سے پہلے تمہیں کھیت میں ملوں گا۔" خرگوش مڑ کر اندر چلا گیا۔

اس نے سوچ لیا کہ جھوٹے کی قلعی تو کھولنی چاہیے، لیکن کیا ترکیب کی جائے کہ لومڑ کا بھرم بھی کھل

چالاک خرگوش کے کارنامے

جائے اور اس کی جان بھی بچی رہے۔ وہ سوچتا رہا۔ آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آہی گئی۔ اس نے ایک خرگوش کی شکل کا غبارہ لیا اور اس کو اپنے کپڑے پہنا کر اگلے دن ندی کے کنارے شلجم کے کھیت میں رکھ دیا۔ بہت سے شلجم اکھاڑ کر نقلی خرگوش کے قریب جمع کر دیے اور خود ایک جھاڑی میں چھپ کر تماشا دیکھنے لگا۔

کچھ دیر بعد لومڑ بھی آ پہنچا۔ اس نے نقلی خرگوش کو دیکھ کر آواز دی، "ہیلو! کیا حال ہیں بھیا؟" نقلی خرگوش خاموش کھڑا رہا۔ لومڑ اندھیرے میں نقلی اصلی کی تمیز تو نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اُچھلا اور خرگوش پر کود پڑا۔

"ہاہا۔" لومڑ قہقہہ لگا کر بولا، "بڑے عقلمند بنے پھرتے تھے۔ آج ہی کچا چبا جاؤں گا۔" خرگوش نے کچھ نہیں کہا۔ جیسے ہی لومڑ نے رُبت میں دانت مارے۔ ایک زور کا دھماکہ ہوا۔ لومڑ اچھل کر ندی میں جا گرا۔ اُدھر خرگوش نے قہقہہ لگایا، "ہاہاہا۔ بھیا صبح سویرے نہانے سے زکام ہو جائے گا۔" لومڑ تیرتا ہوا کنارے کی طرف آیا، لیکن خرگوش کب غافل تھا۔ اس نے تڑ سے ایک شلجم لومڑ کی ناک پر دے مارا اور پھر تو جیسے بارش برسنے لگی۔ تڑا تڑا تڑا۔ کوئی سر پر گرا تو کوئی منہ پر، کوئی پیٹھ پر تو کوئی گردن پر۔

ایک دم اتنے بہت سے شلجم لومڑ کو لگے کہ اس کا منہ پھرنے لگا۔ وہ بدحواسی میں دوسرے کنارے کی طرف تیرنے لگا۔ بھنور میں پھنسا، ڈبکیاں کھائیں۔ ڈوبنے سے بچ رہا، لیکن پھر بھی اتنا بہت سا پانی پی گیا کہ گھٹنوں کنارے پر پر پیٹ دبا دبا کرتے کرتا رہا۔

خرگوش نے بہت سے شلجم اکھاڑے اور تھیلے میں بھر کر گھر لے گیا۔ وہاں اس نے شلجموں کا اجار بنایا،

چالاک خرگوش کے کارنامے

مرتبہ پکایا اور شور بہ بنایا۔

شام کے وقت لومڑ پھر پہنچا اور آواز دی، "بھئی! خرگوش۔ اے بھئی! جی!"

خرگوش نے دروازے پر پہنچ کر کہا، "معاف کرنا بھئی! جی! میں نے آج آپ سے بڑی گستاخی کی۔"

لومڑ نگاری سے مسکرا کر بولا، "ارے! کوئی بات نہیں۔ ایسا مذاق ہوتا ہی رہتا ہے۔ کل صبح آرہے ہونا۔

بابو کے باغ میں سیب توڑنے کے لیے۔ صبح ہی صبح پہنچ جانا۔ سیر بھی ہو جائے گی اور۔۔۔۔۔"

"اچھا اچھا۔" خرگوش بات کاٹ کر بولا، "کل صبح سویرے پہنچ رہا ہوں۔"

اگلے دن صبح سویرے اس نے اپنے بچوں کو ساتھ لیا اور بابو کے باغ میں پہنچ گیا۔ وہ ابھی سیب توڑ ہی رہا تھا

کہ لومڑ پہنچ گیا۔ بچے تو پتوں میں چھپ گئے، خرگوش ٹھنی پر بیٹھا رہا۔

"نیچے آؤنا۔ وہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟" لومڑ بولا، "مجھ سے اوپر نہیں چڑھا جاتا۔"

خرگوش نے جواب دیا، "مجھ سے نیچے نہیں اترا جاتا۔"

لومڑ درخت کے نیچے دھرنا مار کر بیٹھ گیا اور بولا، "کبھی تو اترو گے۔"

اچانک ایک موٹا سا سیب لومڑ کی کھوپڑی پر گرا۔ بے چارے کو دن میں تارے نظر آ گئے۔ اُدھر نظر کی تو

ایک ناک پر پڑا۔ ناک پہلے ہی پچکی ہوئی تھی۔ اب اور پچک گئی۔ پھر تو بارش سی ہونے لگی۔ لومڑ آگے

آگے، خرگوش اور اس کے بچے پیچھے پیچھے۔ اسے کھیتوں کے پار پہنچا کر ہی دم لیا۔ تب انہوں نے سارے

سیب اکٹھے کیے، تھیلے میں بھرے اور گھر لے گئے۔ اس شام سیب کا حلوہ پکا، مرتبہ بنا اور چٹنی بنی۔

اُدھر لومڑ بھی آیا۔ اس کی ناک بھی چٹنی بنی ہوئی تھی۔ دروازے پر منہ رکھ کر بولا، "ارے بھئی!

خرگوش! اے بھئی! جی!"

چالاک خرگوش کے کارنامے

کھڑکی سے جھانک کر خرگوش نے دیکھا۔ لومڑ کا حلیہ دیکھ کر اسے بڑی ہنسی آئی۔ بڑی مشکل سے ضبط کر کے بولا، "کیسے مزاج ہیں؟"

لومڑ بولا، "تمہارے مذاق نے حلیہ بگاڑ دیا۔ سخت نامعقول ہو تم اور تمہارے بچے!"

خرگوش عاجزی سے بولا، "معاف کر دینا بھتیجی۔ اب ایسی گستاخی نہیں کروں گا۔"

لومڑ مگاری سے مسکرایا، "دوستی میں ایسا مذاق تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ کل صبح پہاڑی کے اوپر میلہ لگ رہا ہے۔ چلو گے نا؟"

"ضرور ضرور۔" خرگوش نے سر ہلا کر کہا۔

"تو پھر صبح پہنچ جانا۔"

لومڑ جانے کے لیے اٹھا ہی تھا کہ خرگوش بولا، "حلوہ پکا ہے۔ کھا کے جانا۔"

حلوے کا نام سن کر لومڑ کی رال ٹپکنے لگی۔ وہ تھو تھنی اٹھا کر اوپر دیکھنے لگا اور اچانک پہلے اوپر سے گرما گرم راکھ، دھتکے ہوئے کونلے گرے، پھر انگلیٹھی اس کی کمر پر دھب سے گری اور لومڑ چیختا ہوا بھاگا۔ اوپر سے خرگوش چیچ چیچ کر پوچھتا رہا، "کچھ مزہ آیا؟ کچھ مزہ آیا تمہیں؟"

لومڑ کی کھال پر خرگوش کے بچے کھیتے ہیں

اگلے دن دوپہر کے وقت خرگوش اپنے بچوں کو ساتھ لے کر میلہ دیکھنے گیا۔ اس نے اپنے بچوں سے کہہ دیا تھا کہ ہر طرف سے ہوشیار رہنا، کیوں کہ کمزور کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔ سب دشمن ہی دشمن ہوتے ہیں۔

میلہ خوب تھا۔ ہر طرف رونق تھی۔ ایک طرف ہنڈولے لگے ہوئے تھے، جس کی چوڑی چوڑی چڑ سے

چالاک خرگوش کے کارنامے

بچوں کا دل بھی مچلنے لگا۔

اچانک ایک بچے نے دور اشارہ کیا۔ خرگوش نے غور سے دیکھا۔ لومڑا ان کی طرف جھپٹا چلا آ رہا تھا۔

خرگوش جھٹ ہنڈولے والے کے پاس پہنچا اور بولا، "بڑے میاں! ہم ذرا اوپر سے میلے کا نظارہ کرنا چاہتے

ہیں۔ ہمیں اوپر پہنچا کر ہنڈولا روک دینا۔ جتنی دیر ہم اوپر رہیں گے، تمہیں معاوضہ دیں گے۔"

ہنڈولے والا مان گیا۔ اس نے خرگوش اور اس کے بچوں کو ہنڈولے میں بٹھا کر اوپر پہنچا دیا اور ہنڈولا

روک دیا۔ اب خرگوش اور اس کے بچے بالکل محفوظ تھے۔

کچھ ہی دیر میں وہاں لومڑا بھی آ پہنچا۔ اس نے ڈانٹ کر کہا، "اے بڈھے! یہ ہنڈولا کیوں روک رکھا ہے تم

نے۔ مجھے بھی اس میں بیٹھا کر اوپر کی سیر کراؤ۔"

ہنڈولے والے کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے خرگوش کی طرف منہ اٹھا کر دیکھا۔ اُدھر سے خرگوش نے سر ہلا

دیا۔

ہنڈولے والے نے لومڑا کو ہنڈولے میں بٹھایا اور زور کا جھوٹا دیا۔ آہستہ آہستہ خرگوش نیچے آتا گیا اور

لومڑا اوپر ہوتا گیا۔ جب دونوں کا سامنا ہوا تو خرگوش مسکرا کر بولا، "اب تمام دن اوپر کی سیر کرنا بھی سبکی،

خدا حافظ!"

جب لومڑا اوپر پہنچا، خرگوش نیچے آ گیا تھا۔ ہنڈولے والے نے ہنڈولا روک دیا۔ خرگوش نے اسے انعام

دیا اور بولا، "بڑے صاحب! یہ لومڑا ہمیں پریشان کرنا چاہتا ہے۔ مہربانی فرما کر اسے کچھ دیر اوپر ہی لٹکا

رہنے دیجیے۔ اتنے ہم میلہ دیکھ کر واپس پہنچ جائیں گے۔"

خرگوش نے بڑھ کھول کر بوڑھے آدمی کے ہاتھ پر کچھ اور روپے رکھ دیے اور جھٹ کر اُسے سلام کیا۔ پھر

چالاک خرگوش کے کارنامے

لومڑ کی طرف دیکھا۔ اُسے بھی سلام کیا اور چل دیا۔

بے چارہ لومڑ جی ہی جی میں پیچ و تاب کھاتا رہا۔ کبھی ہنڈولے والے کو گالیاں سناتا، کبھی دھمکیاں دیتا، لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

آخر مجبور ہو کر لومڑ نے اوپر سے چھلانگ لگا دی۔ اس کے انچر پنچر ڈھیلے ہو گئے۔ لوگ اسے اسٹریچر پر ڈال کر ہسپتال لے گئے۔ جہاں اسے کافی دیر بعد ہوش آیا۔ شام کو پیٹوں میں بندھا جکڑا لومڑ خرگوش کے مکان پر پہنچا۔ بے شرم تھا۔ اتنی چوٹیں کھا کر بھی چین نہیں۔

"ارے خرگوش بھیا! اے بھیا جی!" اس نے مری ہوئی زبان میں کہا۔

خرگوش نے جھانک کر دیکھا۔ اسے لومڑ کا حلیہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ ہنس کر بولا، "کیا حال ہے؟"

"بڑا نازک ہے۔ سخت چوٹیں آئی ہیں۔" لومڑ نے کراہتے ہوئے کہا۔

"آپ نے تو ہائی جمپ لگائی تھی۔" خرگوش ہنستے ہوئے بولا۔

"وہ تو اب بھی لگاؤں گا۔" لومڑ اطمینان سے بولا۔

خرگوش سمجھ گیا کہ اب لومڑ کے سر پر قضا منڈلا رہی ہے۔ یہ جان کی بازی لگا کر پیچھے آیا ہے۔ اس لیے

مانے گا نہیں۔ اس نے دیکھا کہ لومڑ کی دُم دروازے کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ وہ جھٹ نیچے اترا۔ آہستہ

سے دروازہ کھولا۔ لومڑ کی دُم دروازے سے اندر آگئی۔ پھر اس نے کھٹ سے دروازہ بند کر دیا۔ لومڑ کی

دُم دروازے کے تختوں میں پھنس گئی۔ وہ درد سے چلّانے لگا۔

اندر سے خرگوش کی بیوی سروتا اٹھلائی اور ایک جھٹکے سے لومڑ کی دُم کٹ کر ان کے ہاتھ میں آگئی۔

بے چارہ لومڑ درد سے چیختا ہوا دور تک بھاگا چلا گیا۔

چالاک خرگوش کے کارنامے

رات ہو گئی تھی۔ سب بچے سو گئے۔ خرگوش نے اپنی بیوی سے کہا، "ذرا ہوشیار رہنا۔ آج لومڑا ہائی جمپ لگانے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

خرگوش اور خرگوشنی نے سب دروازے، روشندان اور کھڑکیاں مضبوطی سے بند کر دیں اور آتش دان کے نیچے آگ جلا کر اوپر پانی ایلنے کو رکھ دیا۔

خرگوش کا خیال ٹھیک نکلا۔ آدھی رات کو چھت پر لومڑ کے قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ دونوں ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے۔

لومڑ نے ہر طرف دیکھا۔ دروازے اور روشندان بند پا کر بہت مایوس ہوا۔ آخر اس نے چپنی کے راستے اندر کودنے کا پروگرام بنایا اور وہ دھڑام سے کود گیا۔

نیچے دیگ تھی اور اس میں پانی ابل رہا تھا اور پانی میں لومڑ ابل کر رہ گیا۔

تب خرگوش اور خرگوشنی نے اسے دیگ سے باہر نکالا۔ اس کی کھال الگ کی اور گوشت باہر پھینک دیا۔

کہتے ہیں آج بھی خرگوش کے مکان میں لومڑ کی کھال ہے، جس پر اس کے بچے کھیلتے ہیں۔

خرگوش کے سب دشمن ختم ہو گئے تھے۔ وہ عرصہ دراز تک چین اور سکون سے رہتا رہا۔

☆☆ ختم شد ☆☆